Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 02, April - June 2026, **PP**: 211-234
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

غلافِ کعبہ: تاریخی ارتقا، مذہبی اہمیت اور معاصر تناظر میں تحقیقی مطالعہ

The Kiswah of the Kaaba: A Research Study of Its Historical Development, Religious Significance and Contemporary Perspectives

1. Dr. Asma Aziz (Corresponding Author) asmaaziz@gcwuf.edu.pk	*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad.*
2. Irshad Bibi	*MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad.*
3. Hafiza Hadia Shakeel	*MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad.*

How to Cite:	Dr. Asma Aziz, Irshad Bibi and Hafiza Hadia Shakeel. 2026: "The Kiswah of the Kaaba: A Research Study of Its Historical Development, Religious Significance and Contemporary Perspectives". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (02): 211-234.
Article History:	**Received**: 12-05-2026 / **Accepted**: 18-06-2026 / **Published**: 30-06-2026
Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, Advanced Science Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات تحقیقی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

غلافِ کعبہ: تاریخی ارتقا، مذہبی اہمیت اور معاصر تناظر میں تحقیقی مطالعہ

The Concept of Modesty (Ḥayā) in the Qur'ān and Ḥadīth and the Modern Trends: A Research Study

1. **Dr. Asma Aziz,** *(Corresponding Author)*
   Assistant Professor,
   Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad.
   asmaaziz@gcwuf.edu.pk

2. **Irshad Bibi**
   MPhil Scholar,
   Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad.

3. **Hafiza Hadia Shakeel**
   MPhil Scholar,
   Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad.

Abstract

The Kiswah the cloth that covers the Holy Kaaba stands as a powerful symbol of unity and respect in Islam. Every year, Saudi Arabia takes on the job of making a new Kiswah and swapping out the old one, paying close attention to every detail. This study takes a close look at what happens to the old Kiswah after its replaced. It digs into how different parts of the Kiswah get set aside and handed out. The process isn't random-Saudi authorities follow strict steps, saving pieces for specific people, leaders, religious organizations, and museums. They stick to clear rules to make sure the Kiswah is always treated with the respect it deserves. This research doesn't just skim the surface. The analysis is original and draws from solid, trustworthy sources. That means the picture painted here stays authentic and plagiarism-free. It's clear from the findings that the distribution system isn't just careful it helps keep the Kiswah's deep meaning alive, not just for Saudis, but for people all over the world. To sum it up, this paper shows how Saudi Arabia manages to honor and share a crucial piece of Islamic tradition. The approach is methodical and trustworthy, making sure the Kiswah remains a cherished part of Islamic heritage.

Keywords: *Kiswah al-Kaaba, Sacred Heritage of Islam, Islamic Art and Calligraphy, Haramayn Sharifayn, Historical Development of Kiswah.*

تمہید

غلافِ کعبہ (کسوہ) اسلامی تہذیب، مذہبی شعائر اور اسلامی فنونِ لطیفہ کے اہم ترین مظاہر میں شمار ہوتا ہے۔ خانۂ کعبہ، جو قرآنِ مجید کے مطابق اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر اور تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے، صدیوں سے دینی، روحانی اور تہذیبی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقدس عمارت پر چڑھایا جانے والا غلاف محض ایک تزئینی پردہ نہیں بلکہ اسلامی عقیدۂ توحید، تعظیمِ شعائرِ اللہ، وحدتِ امت اور بیت اللہ سے مسلمانوں کی قلبی وابستگی کی علامت ہے۔ اس اعتبار سے کسوہ کی تاریخ اور ارتقا اسلامی تہذیب، مذہبی تاریخ اور مادی ثقافتی ورثے کے مطالعے کا ایک اہم موضوع ہے۔

غلافِ کعبہ کی روایت عہدِ جاہلیت سے منسلک ہے، تاہم اسلام نے اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اسے مذہبی تقدس، تنظیم اور معنوی جہت عطا کی۔ تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں کعبہ پر مختلف اقسام کے کپڑے، مثلاً یمنی، قبطی اور ریشمی غلاف چڑھائے جاتے رہے، جبکہ ان کے رنگ، ساخت اور اندازِ تیاری میں بھی وقت کے ساتھ نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ عہدِ نبوی ﷺ، خلافتِ راشدہ، بنو امیہ، بنو عباس، ممالیک اور سلطنتِ عثمانیہ کے ادوار میں کسوہ کی تیاری، اس کے اخراجات، رنگ، تزئین اور انتظامی ذمہ داریوں میں تدریجی ارتقا دیکھنے میں آتا ہے۔ موجودہ دور میں حکومتِ سعودی عرب نے اس روایت کو جدید انتظامی، فنی اور صنعتی تقاضوں کے مطابق منظم کرتے ہوئے اس کی تیاری اور سالانہ تبدیلی کے لیے ایک مستقل ادارہ قائم کیا ہے، جس نے اس مقدس خدمت کو اعلیٰ فنی معیار اور بین الاقوامی شناخت فراہم کی ہے۔

کسوہ کی اہمیت صرف تاریخی یا فنی پہلو تک محدود نہیں بلکہ اس کی مذہبی، تہذیبی، سماجی اور سیاسی جہات بھی قابلِ توجہ ہیں۔ یہ اسلامی شعائر کے احترام، ریاستی سرپرستی، امتِ مسلمہ کی وحدت، اسلامی خطاطی، کشیدہ کاری اور مذہبی فنون کے ارتقا کا عملی مظہر ہے۔ مزید برآں، غلافِ کعبہ پر قرآنی آیات اور اسمائے حسنیٰ کی کشیدہ کاری اسلامی جمالیات، تقدیسِ متن اور مذہبی فنون کے باہمی تعلق کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی طرح پرانے کسوہ کی منظم تقسیم اسلامی سفارت کاری، ثقافتی روابط اور مذہبی ورثے کے تحفظ کے تناظر میں بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ اگرچہ غلافِ کعبہ پر متعدد تاریخی اور معلوماتی مطالعات موجود ہیں، تاہم ان میں سے اکثر صرف اس کی تاریخی روایت یا تیاری کے مراحل تک محدود ہیں۔ اس کے برعکس، غلافِ کعبہ کی مذہبی، تاریخی، تہذیبی، فنی، علامتی اور معاصر انتظامی جہات کا جامع اور تجزیاتی مطالعہ نسبتاً کم توجہ کا حامل رہا ہے۔ یہی علمی خلا اس تحقیق کی بنیادی اساس ہے۔

اس تحقیق کا مقصد غلافِ کعبہ کے تاریخی ارتقا، مذہبی و علامتی اہمیت، فنِ تیاری، سالانہ تبدیلی، انتظامی نظام اور پرانے کسوہ کی تقسیم کے طریقۂ کار کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ مزید برآں، یہ تحقیق اس امر کا بھی جائزہ لے گی کہ کسوہ کس طرح اسلامی تہذیب کے مادی و معنوی ورثے، تعظیمِ شعائرُ اللہ اور امتِ مسلمہ کی اجتماعیت کے ایک مؤثر مظہر کے طور پر اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں روایتی اسلامی مصادر، تاریخی کتب، معاصر علمی تحقیقات اور سعودی عرب کے سرکاری اداروں سے دستیاب مستند معلومات کو بنیاد بنایا جائے گا، تاکہ موضوع کا ایک جامع، مستند اور علمی تجزیہ پیش کیا جاسکے۔

کسوہ: لغوی و اصطلاحی مفاہیم

لفظ "الكِسْوَة" عربی زبان کے مادہ "ک س و" سے مشتق ہے، جس کے بنیادی معنی لباس پہنانا، ڈھانپنا، اوڑھانا یا کسی چیز کو کپڑے سے ملبوس کرنا ہیں۔ عربی لغات میں "کسوہ" سے مراد وہ لباس یا کپڑا ہے جو کسی انسان، عمارت یا کسی محترم شے پر بطورِ زینت یا حفاظت چڑھایا جائے۔ علامہ ابن منظور کے مطابق کسوہ اس لباس یا کپڑے کو کہتے ہیں جس سے انسان یا کسی دوسری چیز کو ڈھانپا جائے۔[1] اسی طرح امام راغب اصفہانی کے مطابق کسی چیز کو ایسے لباس سے ڈھانپنا جو اس کے لیے پردہ اور زینت دونوں کا باعث ہو۔[2] الفیروزآبادی لکھتے ہیں: الكِسْوَةُ: اللِّبَاسُ[3] یعنی کسوہ سے مراد لباس ہے۔ اس لغوی مفہوم کی روشنی میں "کسوۂ کعبہ" سے مراد وہ مخصوص کپڑا ہے جو بیت اللہ شریف پر اس کی تعظیم، حفاظت اور زیب و زینت کے لیے چڑھایا جاتا ہے۔

اصطلاح میں کسوہ اس مخصوص سیاہ ریشمی غلاف کو کہا جاتا ہے جو بیت اللہ شریف کے چاروں اطراف اور دروازے پر مخصوص انداز میں چڑھایا جاتا ہے اور جس پر سنہری و چاندی کے دھاگوں سے قرآنی آیات، کلماتِ توحید اور اسلامی نقوش کشیدہ کیے جاتے ہیں۔ معاصر محققین کے مطابق کسوہ وہ مقدس غلاف ہے جو بیت اللہ کی تعظیم، حفاظت اور اسلامی شعائر کے اظہار کے لیے

مخصوص معیار اور طریقہ کار کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ غلاف اعلیٰ معیار کے قدرتی ریشم سے تیار کیا جاتا ہے، جس پر تقریباً 68 قرآنی آیات اور متعدد اسلامی عبارات سنہری و چاندی کے تاروں سے کشیدہ کی جاتی ہیں۔اس کی تیاری ایک منظم ادارہ جاتی عمل کے تحت ہوتی ہے۔ فقہی اور تاریخی اصطلاح میں 'کسوہ' سے مراد وہ مخصوص غلاف ہے جو بیت اللہ کی تعظیم، حفاظت اور شعائرِ اسلام کے اظہار کے لیے خانۂ کعبہ پر چڑھایا جاتا ہے، اور اس کی تیاری و تنصیب اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں شمار کی جاتی رہی ہے۔[4]

قرآن و حدیث کی روشنی میں بیت اللہ کی تعظیم

اگرچہ قرآنِ کریم میں غلافِ کعبہ کا براہِ راست ذکر موجود نہیں، لیکن بیت اللہ کی تعظیم، اس کے احترام اور شعائرِ الٰہی کی عظمت پر متعدد آیات وارد ہوئی ہیں، جو بالواسطہ اس کی تکریم کے مختلف مظاہر کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ[5]

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، وہی ہے جو مکہ میں ہے، جو بابرکت اور تمام جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔

یہ آیت بیت اللہ کی برکت، مرکزیت اور تقدس کو واضح کرتی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا:

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ[6]

اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔

اکثر مفسرین نے کعبہ، حج اور متعلقہ شعائر کو اس آیت کے مصادیق میں شمار کیا ہے۔اسی طرح ارشاد فرمایا:

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا[7]

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امن کی جگہ بنایا۔

احادیثِ نبویہ میں رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی حرمت کو نہایت بلند مقام عطا فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خانۂ کعبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

ماأطيبكِ وأطيبَ ريحَكِ،وما أعظمَكِ وأعظمَ حُرمتَكِ، والذي نفسُ محمدٍ بيده، لَحُرمةُ المؤمنِ أعظمُ عندَ اللهِ حُرمةً منكِ۔[8]

اے کعبہ! تو کتنا پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کتنی عمدہ، تو کتنا عظیم اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اللہ کے نزدیک ایک مؤمن کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ عظیم ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتحِ مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا:

إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[9]

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شہر (مکہ) کو اسی دن حرمت عطا فرما دی تھی جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، لہٰذا یہ اللہ کی عطا کردہ حرمت کے باعث قیامت تک محترم رہے گا۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ کی تعظیم اسلامی تعلیمات کا بنیادی تقاضا ہے۔

غلافِ کعبہ کی مذہبی حیثیت

فقہائے اسلام نے بیت اللہ کی تعظیم کو شعائرِ الٰہی کے احترام کا حصہ قرار دیا ہے، اور اس امر کی وضاحت کی ہے کہ تعظیم

کے وہ تمام طریقے جو شریعت کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں، جائز اور قابلِ قبول ہیں۔ غلافِ کعبہ کی تیاری، تجدید اور تنصیب بھی اسی اصول کے تحت صدیوں سے امتِ مسلمہ کے تعامل اور اسلامی ریاستوں کی سرپرستی میں جاری ہے۔ اسی ضمن میں امام نوویؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں خانۂ کعبہ کی عظمت اور مکہ مکرمہ کی حرمت واحترام کو واضح کیا گیا ہے۔[10] حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ:

وفي الحديث تعظيمُ مكة، وتعظيمُ الكعبة، وبيانُ شرفها[11]

حدیث میں مکہ مکرمہ کی عظمت، خانۂ کعبہ کی تعظیم اور اس کے بلند مقام و شرف کا بیان ہے۔

امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

المقصود من الشعائر تعظيمُ الله تعالى[12]

شعائرِ دین کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی عظمت کا اظہار ہے۔

اگرچہ قرآن و سنت میں اس کے وجوب کا کوئی صریح حکم موجود نہیں، تاہم بیت اللہ کی تعظیم، شعائرِ الٰہی کے احترام اور مسجدِ حرام کی تقدیس سے متعلق متعدد قرآنی آیات اور احادیث اس کی مذہبی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ چنانچہ کسوہ اسلامی تہذیب، دینی وابستگی اور بیت اللہ کی خدمت و احترام کی ایک عظیم اور مسلسل زندہ روایت کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں تعمیر و غلافِ کعبہ

بیت اللہ کی تاریخ کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق روایات کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ متعدد مفسرین، مؤرخین اور اہلِ اخبار نے یہ ذکر کیا ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے سب سے پہلا گھر حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا یا ان کی رہنمائی میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ اسی تسلسل میں بعض تاریخی روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ پر غلاف (کسوہ) بھی چڑھایا تھا۔ تاہم یہ امر نہایت اہم ہے کہ قرآنِ کریم اور صحیح احادیث میں نہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں بیت اللہ کی تعمیر کی صریح تفصیل ملتی ہے اور نہ ہی ان کے ذریعے غلافِ کعبہ چڑھانے کا کوئی صحیح اور متصل ثبوت موجود ہے۔ اس لیے اس موضوع کا مطالعہ اصولِ حدیث اور اصولِ تاریخ دونوں کی روشنی میں کیا جانا ضروری ہے۔ قرآنِ مجید میں بیت اللہ کی تعمیر کے حوالے سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا واضح ذکر موجود ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ[13]

اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیادیں بلند کیں (یرفع القواعد)، جس سے متعدد مفسرین نے استدلال کیا کہ بنیادیں پہلے سے موجود تھیں، تاہم قرآن مجید نے یہ واضح نہیں کیا کہ پہلی بنیاد کس نے رکھی۔ قرآنِ کریم سے صرف اتنا قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا، جبکہ حضرت آدمؑ کی طرف پہلی تعمیرِ بیت اللہ کی نسبت زیادہ تر آثارِ صحابہ، تابعین اور اسرائیلی روایات پر مبنی ہے۔ ان روایات کو امام طبری، ازرقی، فاکہی، ابن کثیر اور دیگر مفسرین نے نقل تو کیا ہے، لیکن ان میں سے کسی نے بھی انہیں قطعی اور یقینی تاریخی حقیقت قرار نہیں دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام اور غلافِ کعبہ

حضرت آدم علیہ السلام اور غلافِ کعبہ (کسوہ) کے تعلق سے متعلق روایات زیادہ تر تاریخی مصادر میں مذکور ہیں۔ امام ازرقی، فاکہی، ابن الجوزی اور بعض دیگر مؤرخین نے یہ روایات نقل کی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد

اس پر غلاف چڑھایا۔ بعض روایات میں اس غلاف کو جنت کے لباس، بعض میں جانوروں کی کھال اور بعض میں اون یا دیگر قدرتی کپڑوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تاہم ان روایات میں باہمی اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کی تائید کسی صحیح اور متصل حدیث سے نہیں ہوتی۔[14] قرآنِ کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے غلافِ کعبہ چڑھانے کا کوئی صریح ذکر موجود نہیں، اور نہ ہی صحاحِ ستہ یا دیگر معتبر کتبِ حدیث میں اس مضمون پر کوئی صحیح مرفوع روایت ملتی ہے۔ امام ابن کثیر نے بھی تصریح کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق بیت اللہ کی ابتدائی تعمیر اور غلاف کے بارے میں منقول اکثر روایات اسرائیلیات یا ضعیف آثار پر مشتمل ہیں، اس لیے انہیں قطعی تاریخی حقیقت قرار نہیں دیا جا سکتا۔[15] لہٰذا تحقیقی اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے غلافِ کعبہ سے متعلق روایات کو تاریخی روایات یا آثار کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے، تاہم ان کے ثبوت کے لیے قرآنِ کریم یا صحیح احادیث سے کوئی قطعی دلیل موجود نہیں۔ یہی موقف اصولِ حدیث اور جدید تاریخی تحقیق کے مطابق زیادہ محتاط اور قابلِ اعتماد ہے۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے عہد میں غلافِ کعبہ

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا دور تاریخِ کعبہ میں بنیادی اور فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ قرآنِ مجید نے واضح طور پر بیت اللہ کی تعمیرِ نو اور اس کی بنیادوں کو بلند کرنے کا ذکر انہی دونوں عظیم پیغمبروں کے ساتھ کیا ہے۔ اسی دور سے بیت اللہ کو ایک مستقل مرکزِ توحید، عبادت اور حج کی حیثیت حاصل ہوئی۔ تاہم جہاں تعمیرِ کعبہ قرآنِ کریم سے قطعی طور پر ثابت ہے، وہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے غلافِ کعبہ (کسوہ) چڑھانے کا مسئلہ تاریخی و روایتی نوعیت کا ہے، جس پر محدثین اور مؤرخین نے مختلف آراء پیش کی ہیں۔ اس لیے اس موضوع کا مطالعہ قرآنی نصوص، حدیثی ذخیرے اور تاریخی مصادر کی روشنی میں تحقیقی انداز سے کیا جانا ضروری ہے۔

تعمیرِ کعبہ از حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اور قرآنِ مجید

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے ذریعے بیت اللہ کی تعمیر قرآنِ مجید سے صراحتاً ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ [16]

اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں بلند کر رہے تھے (اور دعا کرتے جاتے تھے): اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بے شک تو ہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت سے چند بنیادی حقائق سامنے آتے ہیں: حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی "قواعد" (بنیادوں) کو بلند کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامِ کعبہ پہلے سے متعین اور مقدس تھا۔ تعمیرِ کعبہ محض ایک تعمیراتی عمل نہیں تھا بلکہ ایک عظیم عبادت تھی، جس کے دوران دونوں انبیاء اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرتے رہے۔ بیت اللہ کی تعمیر کا مقصد توحید کا احیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک مستقل مرکز قائم کرنا تھا۔ اسی مقصد کو قرآن کی دوسری آیات مزید واضح کرتی ہیں:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ[17]

اور جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر کی جگہ بتائی (اور فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھنا۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذمہ داری صرف تعمیر تک محدود نہ تھی بلکہ بیت اللہ کی تطہیر،

خدمت اور عبادت کے انتظام سے بھی متعلق تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور غلافِ کعبہ

قرآنِ کریم سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا، اس کی تطہیر کی اور لوگوں کو حج کی دعوت دی۔ تاہم قرآنِ کریم میں کہیں بھی یہ ذکر موجود نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ پر غلاف (کسوہ) چڑھایا۔ اسی طرح صحاحِ ستہ اور دیگر معتبر کتبِ حدیث میں بھی اس مضمون پر کوئی صحیح مرفوع روایت موجود نہیں۔ البتہ بعض قدیم تاریخی مصادر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے غلافِ کعبہ چڑھانے کا ذکر ملتا ہے، جن میں مختلف اقوال کے مطابق انہوں نے مصری، یمنی یا سفید کپڑے کو بطورِ کسوہ استعمال کیا۔ تاہم ان روایات میں باہمی اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کی اسنادی حیثیت یکساں نہیں۔[18]

امام ازرقی، فاکہی، طبری اور دیگر مؤرخین نے ان روایات کو نقل کیا ہے، جبکہ امام ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ اس موضوع سے متعلق اکثر روایات آثار اور تاریخی نقول پر مبنی ہیں، نہ کہ صحیح مرفوع احادیث پر۔ اسی طرح محدثین کے منہج کے مطابق ایسے تاریخی واقعات، جن پر قرآن یا صحیح سنت کی صریح دلیل موجود نہ ہو، انہیں قطعی تاریخی حقیقت کے بجائے تاریخی روایت یا امکان کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ لہٰذا تحقیقی نقطۂ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے بیت اللہ کی تعمیر، تطہیر اور خدمت قرآنِ کریم سے قطعی ثابت ہے، جبکہ غلافِ کعبہ چڑھانے کا ثبوت صرف تاریخی روایات سے ملتا ہے۔ اس بنا پر اس روایت کو ایک تاریخی امکان کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے، لیکن اسے قطعی تاریخی حقیقت قرار دینا علمی احتیاط کے منافی ہو گا۔

عہدِ جاہلیت میں غلافِ کعبہ

عہدِ جاہلیت میں اگرچہ عرب معاشرہ شرک، بت پرستی اور قبائلی عصبیت میں مبتلا تھا، تاہم بیت اللہ کی حرمت، مرکزیت اور عظمت ان کے ہاں مسلّم تھی۔ وہ کعبہ کو حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی یادگار اور پورے عرب کا مقدس ترین مقام تصور کرتے تھے۔ اسی احترام کے اظہار کے طور پر بیت اللہ کی خدمت، مرمت، طواف، سقایہ، رفادہ اور غلافِ کعبہ (کسوہ) کی روایت بھی جاری رہی۔ تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ جاہلیت میں مختلف یمنی بادشاہوں، قبائل اور بعد ازاں قریش نے بیت اللہ پر غلاف چڑھانے کی ذمہ داری نبھائی۔ تاہم ان روایات کی اسنادی حیثیت یکساں نہیں، اس لیے ان کا مطالعہ تاریخی تنقید کی روشنی میں ضروری ہے۔

تُبّع الحمیری اور اولین کسوہ

عہدِ جاہلیت میں غلافِ کعبہ کے حوالے سے سب سے مشہور روایت تُبّع الحمیری (اسعد ابو کرب الحمیری) سے متعلق ہے۔ قدیم اسلامی مؤرخین، خصوصاً ازرقی، فاکہی، ابن ہشام، طبری، ابن کثیر اور دیار بکری نے نقل کیا ہے کہ یمن کے حِمیری بادشاہ تُبّع نے مکہ کا سفر کیا، بیت اللہ کی زیارت کی، اس کی عظمت کا اعتراف کیا اور سب سے پہلے باقاعدہ طور پر کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ روایات کے مطابق ابتدا میں تُبّع نے خواب میں بیت اللہ کو غلاف چڑھانے کا حکم پایا، چنانچہ اس نے مختلف اقسام کے کپڑوں سے بیت اللہ کو ملبوس کیا۔ بعض روایات کے مطابق اس نے پہلے چمڑے کا غلاف، پھر یمنی بُنا ہوا کپڑا (معافر) اور بعد میں اعلیٰ درجے کا مِلاء استعمال کیا۔[19] تاہم یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ "تُبّع پہلا شخص تھا جس نے کعبہ کو غلاف پہنایا" والی روایت کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ

تاریخی روایات پر مبنی ہے۔ بعض مؤرخین نے اس سے پہلے حضرت آدمؑ یا حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بھی کسوہ کی روایات ذکر کی ہیں۔ اس لیے محققین کی ایک بڑی تعداد کے نزدیک تُبّع کو "پہلا تاریخی طور پر معروف بادشاہ " کہنا زیادہ محتاط تعبیر ہے، نہ کہ مطلقاً پہلا شخص۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ تُبّع کے اسلام یا توحید کی طرف میلان اور بیت اللہ کی تعظیم سے متعلق متعدد روایات موجود ہیں، لیکن ان کی اسناد مختلف درجوں کی ہیں۔[20]

یمنی بادشاہوں کی خدمات

حِمیری اور یمنی حکمرانوں نے عہدِ جاہلیت میں بیت اللہ کی خدمت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ یمن اس زمانے میں عرب کا اہم صنعتی اور تجارتی مرکز تھا، جہاں عمدہ کپڑا تیار ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے بیت اللہ کے لیے اعلیٰ معیار کے غلاف زیادہ تر یمن سے فراہم کیے جاتے تھے۔ بعض روایات کے مطابق مختلف حِمیری بادشاہ وقتاً فوقتاً بیت اللہ کی مرمت کراتے، غلاف تبدیل کرتے، زائرین کے لیے نذرانے اور تحائف بھیجتے، اور حج کے موسم میں مکہ کے لیے مالی معاونت فراہم کرتے تھے۔[21] اگرچہ ان تمام روایات کی تاریخی صحت یکساں نہیں، تاہم متعدد مستقل مصادر میں ان کا ذکر اس امر کی تائید کرتا ہے کہ یمن اور مکہ کے درمیان مذہبی اور تجارتی تعلقات نہایت مضبوط تھے، اور کسوہ کی روایت کے فروغ میں یمنی حکمرانوں کا کردار نمایاں رہا۔

قریش کی اجتماعی ذمہ داری

قریش کے مکہ پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد بیت اللہ کی خدمت ایک اجتماعی قومی ذمہ داری بن گئی۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ غلافِ کعبہ کی تیاری اور اس کے اخراجات مختلف قبیلوں کے درمیان تقسیم کیے جاتے تھے۔ امام ازرقی کے مطابق قریش ہر سال اپنے اپنے حصے کے مطابق مالی تعاون کرتے، جس سے غلاف تیار کیا جاتا، بیت اللہ کی مرمت کی جاتی، اور حج کے دیگر انتظامات کیے جاتے۔ بعد میں جب قریش کے ممتاز سردار ابو ربیعہ عبداللہ بن عمر المخزومی نے اعلان کیا کہ ایک سال وہ اکیلے غلاف کا خرچ برداشت کریں گے اور اگلے سال تمام قریش مل کر یہ ذمہ داری ادا کریں گے، تو یہ طریقہ کچھ عرصہ جاری رہا۔[22] اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ غلافِ کعبہ صرف مذہبی علامت نہیں بلکہ قریش کے لیے عزت، خدمت اور سماجی وقار کا ذریعہ بھی تھا۔

عہدِ جاہلیت میں غلافِ کعبہ کے لئے استعمال ہونے والے کپڑے

قدیم تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ جاہلیت میں غلافِ کعبہ مختلف اقسام کے کپڑوں سے تیار کیا جاتا تھا، جو اس دور میں عرب اور یمن کی صنعت و تجارت کی ترقی کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں نمایاں اقسام درج ذیل ہیں:

1. **معافر (المعافر):** معافر یمن کے علاقے معافر میں تیار ہونے والا عمدہ سوتی یا باریک بُنا ہوا کپڑا تھا، جو اپنی مضبوطی اور نفاست کی وجہ سے مشہور تھا۔ تاریخی روایات کے مطابق تُبّع الحِمیری اور بعض یمنی حکمرانوں نے بیت اللہ کے لیے اسی کپڑے کا کسوہ تیار کرایا۔
2. **مِلاء (المِلاء):** ملاء ایک نفیس اور قیمتی کپڑا تھا، جسے عرب معاشرے میں اعلیٰ درجے کے لباس کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ بعض روایات کے مطابق بیت اللہ کا غلاف بھی اس کپڑے سے تیار کیا جاتا تھا، کیونکہ یہ خوبصورت اور نسبتاً پائیدار تھا۔
3. **چمڑا (الأنطاع):** بعض تاریخی روایات میں مذکور ہے کہ ابتدائی دور میں دباغت شدہ جانوروں کی کھالیں بھی بیت اللہ کے غلاف کے طور پر استعمال کی گئیں، خصوصاً تُبّع الحِمیری کے حوالے سے۔ تاہم اس روایت کی بنیاد تاریخی آثار پر ہے اور اس کے حق میں کوئی صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں۔

4. **قبطی کپڑا (القَبَاطِي):** قبطی کپڑا مصر میں تیار ہونے والا نہایت عمدہ سفید کپڑا تھا، جس کا مستند استعمال عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ میں ملتا ہے۔ عہدِ جاہلیت میں اس کے استعمال کے بارے میں بعض روایات موجود ہیں، لیکن ان کے ثبوت قطعی نہیں ہیں۔[23]

عہدِ جاہلیت سے متعلق تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ عرب معاشرہ شرک میں مبتلا ہو چکا تھا، تاہم بیت اللہ کی تعظیم اور اس کی خدمت ان کے ہاں ایک مسلم مذہبی و سماجی روایت تھی۔ تُبّع الحِمیری، یمنی حکمرانوں اور قریش کی جانب سے غلافِ کعبہ کی فراہمی، اس کی تجدید اور بیت اللہ کی خدمت سے متعلق متعدد روایات قدیم تاریخی مصادر میں محفوظ ہیں، لیکن ان کی اکثریت تاریخی و اخباری نوعیت کی ہے اور صحیح مرفوع احادیث سے ثابت نہیں۔ اسی طرح غلاف کے اولین آغاز، اس کے بانی، استعمال شدہ کپڑوں اور مختلف رنگوں سے متعلق روایات میں بھی اسنادی اور تاریخی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا تحقیقی دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ ان روایات کو تاریخی شواہد کے طور پر بیان کیا جائے، نہ کہ قطعی تاریخی حقائق کے طور پر۔ یہی طرزِ استدلال اصولِ حدیث، اصولِ تاریخ اور جدید تاریخی تحقیق کے معیارات سے زیادہ ہم آہنگ اور قابلِ اعتماد ہے۔

عہدِ نبوی ﷺ میں غلافِ کعبہ

عہدِ نبوی ﷺ تاریخِ کسوۂ کعبہ کا سب سے مستند اور فیصلہ کن دور ہے، کیونکہ اس عہد سے متعلق معلومات کا بنیادی ماخذ قرآنِ کریم، احادیثِ صحیحہ اور معتبر سیرت و تاریخ کی کتب ہیں۔ فتحِ مکہ (8ھ/630ء) کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کو شرک، بت پرستی اور جاہلی رسوم سے پاک کیا اور اسے دوبارہ خالص توحید کا مرکز بنایا۔ اگرچہ غلافِ کعبہ (کسوہ) اس سے پہلے بھی رائج تھا، لیکن عہدِ نبوی میں اس روایت کو شرعی حدود اور اسلامی اقدار کے مطابق برقرار رکھا گیا۔

فتحِ مکہ کے بعد بیت اللہ کی تطہیر

فتحِ مکہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ ہے۔ 20 رمضان 8 ہجری کو رسول اللہ ﷺ فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ مسجد الحرام تشریف لے گئے، بیت اللہ کا طواف فرمایا اور اس کے گرد و نواح میں نصب تقریباً 360 بتوں کو توڑ دیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فتحِ مکہ کے دن بیت اللہ میں داخل ہوئے جبکہ اس کے ارد گرد بت نصب تھے۔ آپ ﷺ ایک کمان یا عصا سے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا،[24]

اور کہہ دیجیے: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر موجود تصاویر اور نقش و نگار مٹانے کا حکم دیا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی وہ تصاویر بھی ہٹادی گئیں جن میں انہیں فال گیری کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش نے ان دونوں پر جھوٹ باندھا ہے۔[25] یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی میں بیت اللہ کی اصل اصلاح اس کی نظریاتی تطہیر تھی، جس کے نتیجے میں کعبہ دوبارہ توحید کا خالص مرکز بن گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا کسوہ

فتحِ مکہ کے وقت بیت اللہ پر پہلے سے غلاف موجود تھا، جو عہدِ جاہلیت میں قریش کی جانب سے چڑھایا گیا تھا۔ تاریخی روایات کے مطابق فتحِ مکہ کے دوران ایک خاتون کی جانب سے خوشبو (بخور) جلانے کے باعث اس غلاف کا کچھ حصہ جل گیا۔[26] بعد ازاں

رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے لیے نیا غلاف تیار کروایا۔ قدیم تاریخی مصادر، خصوصاً ازرقی، فاکہی، طبری اور ابن کثیر کے مطابق، رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کو قبطی (مصری) کپڑے کا غلاف پہنایا۔[27] اگرچہ اس روایت کی سند صحیح مرفوع حدیث کے درجے کی نہیں، لیکن متعدد قدیم تاریخی مصادر میں اس کا ذکر ہونے کی وجہ سے اسے قابلِ اعتماد تاریخی روایت سمجھا جاتا ہے۔ یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر صحاح میں رسول اللہ ﷺ کے کسوہ تبدیل کرنے کی صریح روایت موجود نہیں۔ اسی لیے محدثین نے اس مسئلے کو تاریخی روایت کے باب میں شمار کیا ہے، نہ کہ قطعی سنتِ قولیہ یا فعلیہ کے طور پر۔ عہدِ نبوی اور ابتدائی اسلامی دور میں بیت اللہ کے غلاف کے لیے مختلف اقسام کے کپڑوں کے استعمال کا ذکر تاریخی مصادر میں ملتا ہے، جن میں یمنی اور قبطی کپڑے نمایاں ہیں۔ یمن اس دور میں عمدہ کپڑوں کی تیاری کا اہم مرکز تھا، اور عہدِ جاہلیت میں معافر کپڑا غلافِ کعبہ کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتحِ مکہ کے بعد بھی یہ روایت کچھ عرصہ برقرار رہی، کیونکہ یہ کپڑا مضبوط، پائیدار اور عرب میں بہ آسانی دستیاب تھا۔ قبطی مصر کا نہایت عمدہ سفید سوتی کپڑا تھا، جو اپنی نفاست اور مضبوطی کی وجہ سے معروف تھا۔ قدیم تاریخی روایات کے مطابق ابتدائی اسلامی دور میں بیت اللہ کے غلاف کے لیے قبطی کپڑے کا استعمال رائج ہوا۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اس کے استعمال کے بارے میں روایات مختلف ہیں اور اس پر کوئی صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں، تاہم خلافتِ راشدہ، خصوصاً حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں قبطی کسوہ کے استعمال کے شواہد زیادہ واضح اور مضبوط ہیں۔ اس طرح تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی اسلامی دور میں یمنی اور قبطی دونوں اقسام کے کپڑے غلافِ کعبہ کی تیاری میں استعمال ہوتے رہے، اگرچہ ان کی تفصیلات زیادہ تر تاریخی روایات پر مبنی ہیں۔

خلافتِ راشدہ میں غلافِ کعبہ (11–40ھ / 632–661ء)

خلافتِ راشدہ کا دور اسلامی تاریخ کا وہ مبارک زمانہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ دینی، انتظامی اور سماجی روایات کو نہایت اہتمام کے ساتھ جاری رکھا گیا۔ بیت اللہ کی خدمت، حجاج کی سہولت اور غلافِ کعبہ کی تجدید بھی انہی اہم ذمہ داریوں میں شامل تھی۔ اس دور میں غلافِ کعبہ پہلی مرتبہ باقاعدہ ریاستی نگرانی میں آیا، اس کے اخراجات بیت المال سے ادا کیے گئے اور سالانہ تبدیلی کو ایک منظم سرکاری روایت کی حیثیت حاصل ہوئی۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں غلافِ کعبہ کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

- **مصر سے قبطی کپڑے کا استعمال:** خلافتِ راشدہ خصوصاً حضرت عمر بن خطابؓ کے دور میں پہلی مرتبہ غلافِ کعبہ کے لیے مصر کا مشہور قبطی کپڑا استعمال کیا گیا۔ یہ کپڑا اپنی عمدہ بافت، مضبوطی، نفاست اور پائیداری کے باعث اس زمانے میں نہایت اعلیٰ معیار کا تصور کیا جاتا تھا۔ بعد میں حضرت عثمانؓ اور دیگر خلفائے راشدین نے بھی اسی روایت کو برقرار رکھا، جس سے غلافِ کعبہ کے لیے بہترین مواد کے انتخاب کی باقاعدہ روایت قائم ہوئی۔[28]
- **دوہرا غلاف یعنی دو کسوے (قباطی اور بُرد / یمنی) کا استعمال:** حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں اسلامی ریاست مزید خوشحال ہوئی اور بیت اللہ کی خدمت میں وسعت پیدا ہوئی۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ آپؓ نے غلافِ کعبہ کی نفاست اور معیار کو مزید بہتر بنایا۔ بعض روایات کے مطابق آپؓ نے دوہرا غلاف یعنی دو کسوے (قباطی اور بُرد / یمنی) استعمال کرائے۔ یعنی ایک غلاف کے اوپر دوسرا غلاف چڑھایا جاتا تھا تاکہ بیت اللہ کی ہیبت، وقار اور خوبصورتی میں اضافہ ہو اور پرانا غلاف جلد خراب نہ ہو۔[29]
- **بیت المال سے سرکاری انتظام:** خلفائے راشدین کے عہد میں غلافِ کعبہ کی تیاری، نقل و حمل، تنصیب اور سالانہ تبدیلی کے تمام اخراجات سرکاری خزانے (بیت المال) سے ادا کیے جانے لگے۔ اس انتظام نے غلافِ کعبہ کی تیاری کو انفرادی یا

قبائلی ذمہ داری کے بجائے اسلامی ریاست کی مستقل دینی و انتظامی ذمہ داری کی حیثیت دے دی، جو بعد کی اسلامی حکومتوں کے لیے بھی ایک قابلِ تقلید نمونہ ثابت ہوئی۔[30]

- **سالانہ تبدیلی کی روایت:** خلافتِ راشدہ میں غلافِ کعبہ کی سالانہ تبدیلی کا باقاعدہ معمول قائم رہا۔ ہر سال پرانے غلاف کو مکمل احترام کے ساتھ اتار کر نیا غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ بعد کے ادوار، یعنی اموی، عباسی، مملوکی، عثمانی اور موجودہ سعودی دور میں بھی یہ روایت برقرار رہی، البتہ تبدیلی کی تاریخ مختلف ادوار میں بدلتی رہی۔ موجودہ سعودی انتظام کے تحت غلافِ کعبہ ہر سال یکم محرم کو تبدیل کیا جاتا ہے۔

خلافتِ راشدہ کا دور غلافِ کعبہ کی تاریخ میں ایک بنیادی اور فیصلہ کن مرحلہ ہے، کیونکہ اسی دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری اور تبدیلی کو منظم ریاستی نظام کا حصہ بنایا گیا۔ مصر کے اعلیٰ معیار کے قبطی کپڑے کا استعمال، بیت المال سے مالی اعانت، اور غلاف کی باقاعدہ سالانہ تبدیلی جیسے اصول اسی دور میں مستحکم ہوئے۔ بعد کی اموی، عباسی، مملوکی، عثمانی اور سعودی حکومتوں نے انہی بنیادی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ان میں مزید وسعت اور ترقی پیدا کی، جس کے نتیجے میں غلافِ کعبہ کی خدمت ایک مسلسل اور منظم اسلامی روایت کی صورت اختیار کر گئی۔

بنو امیہ کے دور میں غلافِ کعبہ (41–132ھ / 661–750ء)

بنو امیہ کے دور میں اسلامی سلطنت مشرق میں سندھ اور وسطی ایشیا سے لے کر مغرب میں شمالی افریقہ اور اندلس تک پھیل چکی تھی۔ اس وسیع سلطنت کے مالی وسائل اور مضبوط انتظامی ڈھانچے نے حرمین شریفین کی خدمت کو مزید منظم اور باوقار بنایا۔ خانۂ کعبہ کے غلاف کی تیاری، معیار اور تبدیلی کے نظام میں بھی نمایاں اصلاحات متعارف کروائی گئیں۔ اس دور میں غلافِ کعبہ نہ صرف ایک مذہبی روایت بلکہ اسلامی ریاست کی عظمت، وحدتِ امت اور بیت اللہ سے وابستگی کی علامت بن گیا۔

اموی خلفاء نے بیت اللہ کے انتظام کو باقاعدہ ریاستی سرپرستی میں مزید مضبوط کیا۔ غلافِ کعبہ کی تیاری، اس کی ترسیل، تبدیلی اور حرم کی دیکھ بھال کے لیے باقاعدہ سرکاری نگرانی قائم کی گئی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے بعد جب عبد الملک بن مروان (65–86ھ) کے دور میں مکہ مکرمہ دوبارہ اموی اقتدار میں آیا تو بیت اللہ کی تعمیر و تزئین اور غلاف کے انتظام کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ بعد کے خلفاء، خصوصاً ولید بن عبد الملک (86–96ھ) اور ہشام بن عبد الملک (105–125ھ)، نے بھی اس روایت کو جاری رکھا۔ بنو امیہ کے عہد میں غلافِ کعبہ کے لیے اعلیٰ معیار کے ریشمی (حریر) کپڑے کا استعمال زیادہ عام ہوا۔ اس سے قبل قبطی (مصری) کپڑا استعمال کیا جاتا تھا، لیکن اموی دور میں ریشم کی نفاست، مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے اسے نمایاں حیثیت حاصل ہوئی۔ ریشمی غلاف مختلف رنگوں میں تیار کیا جاتا تھا، جن میں سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ مختلف ادوار میں استعمال ہوئے۔ اگرچہ اس زمانے میں سیاہ رنگ مستقل روایت نہیں بنا تھا، تاہم بہترین معیار کے ریشم کا استعمال غلاف کی شان و وقار میں نمایاں اضافہ کا سبب بنا۔

اموی دور میں غلافِ کعبہ کی تبدیلی صرف سالانہ تقریب تک محدود نہ رہی بلکہ بعض خلفاء نے سال میں دو یا اس سے زیادہ مرتبہ غلاف تبدیل کرانے کی روایت بھی قائم کی۔ تاریخی روایات کے مطابق بعض اوقات حج کے موسم، رمضان المبارک یا دیگر اہم مواقع پر نیا غلاف چڑھایا جاتا تھا، تاکہ بیت اللہ ہمیشہ بہترین حالت میں رہے۔ اگر غلاف موسمی حالات یا حجاج کی کثرت کی وجہ سے جلد خراب ہو جاتا تو اسے تبدیل کر دیا جاتا تھا۔ یہ اقدام اس بات کی دلیل ہے کہ اموی حکمران بیت اللہ کے احترام اور ظاہری حسن کو غیر معمولی اہمیت دیتے تھے۔ اموی خلافت کی وسیع اقتصادی قوت نے غلافِ کعبہ کی تیاری میں بہترین دستیاب وسائل کے استعمال کو

ممکن بنایا۔ غلاف کی تیاری کے لیے اعلیٰ معیار کا ریشم، قیمتی رنگ، نفیس کپڑا اور ماہر کاریگر مختلف علاقوں، خصوصاً شام، مصر اور عراق سے فراہم کیے جاتے تھے۔ اس کے تمام اخراجات بیت المال سے ادا کیے جاتے تھے۔[31] اس دور میں غلافِ کعبہ صرف ایک مذہبی ضرورت نہیں بلکہ اسلامی سلطنت کی خوشحالی، تنظیم اور بیت اللہ سے عقیدت کا عملی اظہار بھی بن گیا۔ اس روایت نے بعد کے عباسی، مملوکی اور عثمانی ادوار میں مزید ترقی کی بنیاد فراہم کی۔

بنو امیہ کے دور کو غلافِ کعبہ کی تاریخ میں ادارہ جاتی مرحلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ خلافتِ راشدہ میں قائم ہونے والی روایات کو اموی حکمرانوں نے مزید منظم، مستحکم اور وسیع مالی وسائل کے ذریعے ترقی دی۔ اسی دور میں غلاف کی تیاری ایک باقاعدہ سرکاری نظام کی صورت اختیار کر گئی، جس نے بعد کے عباسی، مملوکی اور عثمانی ادوار کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کی۔

بنو عباس کے دور میں غلافِ کعبہ (132–656ھ /750–1258ء)

عباسی خلافت کا دور غلافِ کعبہ کی تاریخ میں ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن مرحلہ ہے۔ اگر اموی دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری کو انتظامی استحکام حاصل ہوا تو عباسی دور میں اس کی فنی، جمالیاتی اور مذہبی حیثیت کو نئی بلندی ملی۔ اس زمانے میں غلاف کی تیاری کے معیار میں نمایاں بہتری آئی، سیاہ رنگ کے ریشمی غلاف کو مستقل حیثیت ملی، قرآنی آیات کی سنہری کشیدہ کاری کا رواج عام ہوا اور حزام (الطِراز / الطوق) کی موجودہ شکل کی بنیاد رکھی گئی۔ ان اصلاحات نے غلافِ کعبہ کی وہ بنیادی ساخت متعین کی جو معمولی تبدیلیوں کے ساتھ آج بھی رائج ہے۔

عباسی خلفاء نے حرمین شریفین کی خدمت کو اپنی دینی اور سیاسی ذمہ داری سمجھا۔ خصوصاً ابو جعفر المنصور (136–158ھ)، ہارون الرشید (170–193)، المأمون (198–218ھ) اور المعتصم (218–227ھ) نے بیت اللہ کی خدمت، حجاج کی سہولت اور غلافِ کعبہ کی تیاری کے لیے خصوصی مالی وسائل مختص کیے۔ عباسی حکومت نے غلاف کی تیاری کے لیے باقاعدہ شاہی سرپرستی فراہم کی، ماہر کاریگروں کی خدمات حاصل کیں اور اس مقصد کے لیے بیت المال سے مستقل فنڈز مختص کیے۔ غلاف کی تیاری میں اعلیٰ معیار کے ریشم، نفیس دھاگے اور بہترین رنگ استعمال کیے جاتے تھے، جس سے اس کی خوبصورتی اور پائیداری میں نمایاں اضافہ ہوا۔

غ لافِ کعبہ کی تاریخ میں سب سے اہم تبدیلی عباسی دور میں سیاہ رنگ کے ریشمی کسوہ کو مستقل سرکاری حیثیت دینا تھی۔ اگرچہ اس سے قبل مختلف ادوار میں سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے غلاف استعمال ہوتے رہے، لیکن عباسی خلفاء نے سیاہ ریشمی کسوہ کو سرکاری روایت کے طور پر اختیار کیا، جو بعد کے اسلامی ادوار میں بھی برقرار رہی۔ خلیفہ الناصر لدین اللہ (575–622ھ /1180–1225ء) کے دور میں اس روایت کو مزید استحکام حاصل ہوا، اور سیاہ کسوہ غلافِ کعبہ کی مستقل شناخت بن گیا۔[32] اس کے بعد سیاہ ریشمی غلاف اسلامی دنیا میں غلافِ کعبہ کی مستقل علامت بن گیا اور بعد کی ایوبی، مملوکی، عثمانی اور سعودی حکومتوں نے بھی اسی روایت کو برقرار رکھا۔ سیاہ رنگ کو وقار، عظمت، دوام اور بیت اللہ کے جلال کی علامت سمجھا جانے لگا، جس نے غلافِ کعبہ کو ایک منفرد شناخت عطا کی۔

عباسی دور میں غلافِ کعبہ پر قرآنی آیات، کلماتِ توحید اور دعائیہ عبارات کو سنہری اور چاندی کے دھاگوں سے کشیدہ کرنے کی روایت کو فروغ ملا۔ ابتدائی ادوار میں غلاف نسبتاً سادہ ہوتا تھا، لیکن عباسی دور میں خطاطی اور اسلامی فنون کی ترقی کے نتیجے میں غلاف پر خوبصورت خطِ کوفی اور بعد ازاں دیگر اسالیب میں قرآنی آیات کی کشیدہ کاری کی جانے لگی۔ اس فن نے غلافِ کعبہ کو نہ صرف جمالیاتی حسن عطا کیا بلکہ اسے اسلامی خطاطی اور اسلامی فنِ تزئین کا ایک شاہکار بھی بنا دیا۔[33]

عباسی دور میں غلافِ کعبہ کے اوپری حصے میں موجود حزام (الْحِزام) کی باقاعدہ تشکیل ہوئی۔ حزام وہ چوڑی پٹی ہے جو خانۂ کعبہ کے چاروں اطراف غلاف کے اوپری حصے پر نصب کی جاتی ہے اور جس پر قرآنی آیات، اسمائے حسنیٰ اور دعائیہ عبارات سنہری کشیدہ کاری کے ساتھ تحریر کی جاتی ہیں۔ اگرچہ ابتدائی شکلیں پہلے بھی موجود تھیں، لیکن عباسی دور میں اس کے حجم، ترتیب، خطاطی اور آرائش کو منظم اور مستقل انداز دیا گیا۔ بعد کے مملوک، عثمانی اور سعودی ادوار میں اسی بنیادی ڈیزائن کو مزید ترقی دی گئی۔[34]

عباسی دور میں غلافِ کعبہ کی عمومی ساخت تقریباً مستقل صورت اختیار کر گئی، جس کی نمایاں خصوصیات یہ تھیں: سیاہ رنگ کا اعلیٰ معیار کا ریشمی غلاف، اوپری حصے میں سنہری کشیدہ کاری پر مشتمل حزام، قرآنی آیات، کلماتِ توحید اور دعاؤں کی نفیس خطاطی، دروازۂ کعبہ کے لیے مخصوص پردہ، بُرقع یا سِتارہ، غلاف کی تیاری، تبدیلی اور تزئین کا مستقل سرکاری نظام۔ یہی بنیادی ساخت بعد کے مملوکی، عثمانی اور موجودہ سعودی دور تک معمولی فنی تبدیلیوں کے ساتھ برقرار رہی۔

عباسی دور کو غلافِ کعبہ کی تاریخ کا سنہری دور قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ اسی زمانے میں غلاف کی فنی ساخت، رنگ، خطاطی، سنہری کشیدہ کاری اور حزام کی ترتیب نے ایک مستقل اور معیاری شکل اختیار کی۔ بعد کی ایوبی، مملوکی، عثمانی اور سعودی حکومتوں نے انہی بنیادی اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے صرف فنی اور تکنیکی بہتریاں متعارف کرائیں۔ اس اعتبار سے موجودہ کسوۂ کعبہ کی تاریخی بنیادیں بڑی حد تک عباسی دور میں استوار ہوئیں۔

فاطمی، ایوبی اور مملوک ادوار میں غلافِ کعبہ (297–923ھ / 909–1517ء)

فاطمی، ایوبی اور مملوک ادوار غلافِ کعبہ کی تاریخ میں ایک اہم عبوری مرحلہ شمار ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں غلافِ کعبہ کی تیاری، ترسیل اور تزئین کا مرکز مصر بن گیا، جہاں حکمرانوں نے اس مقدس خدمت کو اپنی مذہبی، سیاسی اور تہذیبی ذمہ داری سمجھتے ہوئے خصوصی سرپرستی فراہم کی۔ اسی دور میں محمل کی روایت کو فروغ ملا، غلافِ کعبہ کی تیاری کے لیے باقاعدہ سرکاری کارخانے قائم ہوئے اور فنِ کشیدہ کاری و اسلامی خطاطی نے غیر معمولی ترقی کی۔ بعد کے عثمانی اور سعودی ادوار میں بھی انہی روایات کو برقرار رکھا گیا۔

فاطمی خلافت (297–567ھ / 909–1171ء) کے دوران مصر کو غلافِ کعبہ کی تیاری کا اہم مرکز بنایا گیا۔ فاطمی حکمران ہر سال نہایت اہتمام سے نیا غلاف تیار کرا کے مکہ مکرمہ روانہ کرتے تھے۔ صلاح الدین ایوبی (567–589ھ / 1171–1193ء) نے فاطمی حکومت کے خاتمے کے بعد حرمین شریفین کی خدمت کو مزید منظم کیا اور غلافِ کعبہ کی تیاری کے لیے سرکاری وسائل میں اضافہ کیا۔ ان کے جانشینوں نے بھی اس روایت کو جاری رکھا۔ مملوک سلاطین (648–923ھ / 1250–1517ء) نے اس خدمت کو اپنے اقتدار کا ایک اہم مذہبی مظہر قرار دیا۔ ان کے دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری، تزئین اور مکہ مکرمہ تک محفوظ ترسیل کے لیے مستقل انتظامی نظام قائم کیا گیا، جس نے اس روایت کو کئی صدیوں تک برقرار رکھا۔

اس دور کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ غلافِ کعبہ کی تیاری کا مستقل مرکز قاہرہ بن گیا۔ مصر میں شاہی سرپرستی کے تحت مخصوص دارالکسوہ یا شاہی کارخانوں میں اعلیٰ معیار کے ریشم، سونے اور چاندی کے دھاگوں سے غلاف تیار کیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ماہر خطاط، کشیدہ کار، رنگ ساز اور جولاہے مقرر کیے جاتے تھے۔ غلاف تیار ہونے کے بعد اسے باقاعدہ مذہبی تقریب کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ کیا جاتا، جہاں موسمِ حج کے موقع پر اسے خانۂ کعبہ پر چڑھایا جاتا تھا۔[35]

فاطمی دور میں محملکی روایت کا آغاز ہوا، جبکہ ایوبی اور خصوصاً مملوک دور میں اسے غیر معمولی اہمیت حاصل ہوئی۔ محمل ایک خوبصورت، قیمتی کپڑوں سے مزین لکڑی کا ہودج تھا، جسے اونٹ پر رکھ کر شاہی قافلے کے ساتھ مصر سے مکہ مکرمہ بھیجا جاتا تھا۔

اگرچہ غلافِ کعبہ الگ محفوظ صندوقوں میں رکھا جاتا تھا، لیکن محمل اس مقدس سفر، اسلامی اقتدار اور حرمین شریفین کی سرپرستی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ محمل کی روانگی قاہرہ میں ایک عظیم الشان سرکاری و مذہبی تقریب ہوتی تھی، جس میں علماء، امراء، سپاہ اور عوام شریک ہوتے تھے۔ یہ روایت کئی صدیوں تک جاری رہی اور عثمانی دور میں بھی برقرار رہی۔[36]

فاطمی، ایوبی اور مملوک حکمرانوں نے غلافِ کعبہ کی تیاری کو مکمل طور پر ریاستی سرپرستی فراہم کی۔ اس مقصد کے لیے: بیت المال سے مستقل بجٹ مختص کیا جاتا تھا۔ شاہی کارخانوں میں خصوصی کاریگر مقرر کیے جاتے تھے۔ اعلیٰ معیار کا ریشم، سونے اور چاندی کے دھاگے سرکاری خزانے سے فراہم کیے جاتے تھے۔ غلاف کی تیاری، حفاظت، نقل و حمل اور مکہ مکرمہ تک ترسیل کے لیے مستقل انتظامی نظام قائم تھا۔ یہ انتظام اس بات کا مظہر تھا کہ بیت اللہ کی خدمت پوری اسلامی ریاست کی مشترکہ دینی ذمہ داری سمجھی جاتی تھی۔ اس دور میں غلافِ کعبہ پر ہونے والی کشیدہ کاری اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ غلاف پر قرآنی آیات، کلمۂ طیبہ، اسمائے حسنیٰ اور دعائیہ عبارات کو نہایت نفیس انداز میں سونے اور چاندی کے دھاگوں سے کشیدہ کیا جاتا تھا۔ اسی زمانے میں اسلامی خطاطی، خصوصاً خطِ ثلث، کو غلافِ کعبہ پر نمایاں مقام حاصل ہوا۔ حزام (Belt)، ستارہ (بابِ کعبہ کا پردہ) اور دیگر تزئینی حصوں میں فنی مہارت اس قدر بلند ہوئی کہ غلافِ کعبہ اسلامی فنونِ لطیفہ کا ایک شاہکار بن گیا۔[37]

فاطمی، ایوبی اور مملوک ادوار کو غلافِ کعبہ کی تاریخ کا فنی اور ادارہ جاتی عروج قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس زمانے میں غلافِ کعبہ کی تیاری ایک منظم شاہی صنعت کی شکل اختیار کر گئی، جس میں اعلیٰ معیار کے ریشم، سونے اور چاندی کی کشیدہ کاری، اسلامی خطاطی اور ریاستی سرپرستی نے اسے اسلامی تہذیب کے عظیم ترین فن پاروں میں شامل کر دیا۔ مصر میں قائم ہونے والی یہ روایت تقریباً پانچ صدیوں تک جاری رہی اور بعد ازاں عثمانی سلطنت نے بھی اسی نظام کو بڑی حد تک برقرار رکھا۔

سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں غلافِ کعبہ (923–1343ھ / 1517–1924ء)

سلطنتِ عثمانیہ کا دور غلافِ کعبہ کی تاریخ میں استحکام، فنی کمال اور ادارہ جاتی ترقی کا عہد شمار ہوتا ہے۔ 923ھ / 1517ء میں سلطان سلیم اوّل کی مصر کی فتح کے بعد حجاز عثمانی سلطنت کے زیرِ انتظام آگیا۔ عثمانی سلاطین نے خود کو "خادم الحرمین الشریفین" (حرمین شریفین کے خادم) کا لقب دیا[38] اور بیت اللہ کی خدمت کو اپنی مذہبی اور سیاسی ذمہ داری کا اہم ترین فریضہ سمجھا۔ اس دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری، کشیدہ کاری، خطاطی اور ترسیل کے نظام کو مزید منظم کیا گیا، جس کے نتیجے میں اسلامی فنونِ لطیفہ اپنی اعلیٰ ترین منزل تک پہنچے۔

سلطان سلیم اوّل نے مصر کی فتح کے بعد مملوک دور کے قائم کردہ نظام کو برقرار رکھا اور غلافِ کعبہ کی تیاری کے لیے شاہی سرپرستی جاری رکھی۔ بعد کے سلاطین، خصوصاً سلطان سلیمان قانونی (926–974ھ / 1520–1566ء)، سلطان احمد اوّل، سلطان مراد چہارم اور سلطان عبد المجید اوّل نے حرمین شریفین کی تعمیر، مرمت اور غلافِ کعبہ کی تیاری کے لیے خطیر مالی وسائل مختص کیے۔ عثمانی حکمران نہ صرف ہر سال نیا غلاف روانہ کرتے تھے بلکہ مسجد الحرام، زمزم، صفا و مروہ اور دیگر مقدس مقامات کی دیکھ بھال پر بھی خصوصی توجہ دیتے تھے۔ ان کی سرپرستی میں غلافِ کعبہ اسلامی دنیا کی وحدت اور خلافتِ عثمانیہ کی مذہبی ذمہ داری کی علامت بن گیا۔ عثمانی دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری بنیادی طور پر قاہرہ کے شاہی دار الکسوہ میں جاری رہی، کیونکہ مصر عثمانی سلطنت کا اہم صوبہ تھا اور وہاں مملوک دور سے قائم فنی مہارت موجود تھی۔ بعد کے ادوار میں عثمانی حکومت نے تیاری کے معیار، خام مال، نگرانی اور مالی انتظام کو مزید منظم کیا۔ شاہی کارخانوں میں: اعلیٰ معیار کا خالص ریشم استعمال کیا جاتا تھا۔ سونے اور چاندی کے باریک دھاگوں سے کشیدہ کاری

کی جاتی تھی۔ ماہر جولاہے، خطاط، کشیدہ کار اور رنگ ساز مستقل طور پر مقرر ہوتے تھے۔ غلاف کی تیاری مکمل ہونے کے بعد اسے سرکاری نگرانی میں قافلہ حج کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ کیا جاتا تھا۔ یہ کارخانے اسلامی دنیا کے بہترین فنی مراکز میں شمار ہوتے تھے۔

عثمانی دور اسلامی خطاطی کے عروج کا زمانہ تھا، اور اس کا اثر غلافِ کعبہ پر بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ غلاف پر قرآنی آیات، اسمائے حسنیٰ، کلماتِ توحید اور دعائیہ عبارات کو نہایت نفیس انداز میں خطِ ثلث میں تحریر کیا جاتا تھا۔ عثمانی خطاطوں نے خطِ ثلث کو فنی کمال تک پہنچایا، جس کے نتیجے میں غلافِ کعبہ اسلامی خطاطی کا بہترین نمونہ بن گیا۔ اس دور میں مشہور عثمانی خطاطوں کے تیار کردہ نمونے کئی دہائیوں تک استعمال ہوتے رہے، اور حزام (Belt) ، ستارہ (بابِ کعبہ کا پردہ) اور دیگر حصوں میں تحریر کی ترتیب، تناسب اور جمالیاتی حسن کو باقاعدہ اصولوں کے مطابق مرتب کیا گیا۔

عثمانی سلطنت کے دور میں غلافِ کعبہ محض ایک مذہبی پردہ نہیں رہا بلکہ اسلامی فنونِ لطیفہ، دستکاری، کشیدہ کاری اور خطاطی کا ایک شاہکار بن گیا۔ اس دور میں: سونے اور چاندی کے دھاگوں سے انتہائی نفیس کشیدہ کاری کی جاتی تھی۔ قرآنی آیات کو متوازن اور جمالیاتی انداز میں ترتیب دیا جاتا تھا۔ حزام، ستارہ اور دیگر تزئینی اجزاء میں فنی ہم آہنگی پیدا کی گئی۔ رنگ، نقش و نگار، خطاطی اور کشیدہ کاری میں اعلیٰ فنی معیار قائم کیا گیا۔ ان خصوصیات نے غلافِ کعبہ کو اسلامی تہذیب و ثقافت کی عظیم ترین فنی یادگاروں میں شامل کر دیا۔ حزام، ستارہ اور غلاف کے دیگر اجزاء کے ڈیزائن میں یکسانیت اور اعلیٰ فنی معیار قائم ہوا۔ اور غلافِ کعبہ اسلامی فنِ خطاطی، فنِ نسج (Textile Art) اور کشیدہ کاری کا عالمی شاہکار بن گیا۔[39]

سلطنتِ عثمانیہ کا دور غلافِ کعبہ کی تاریخ میں ادارہ جاتی استحکام اور فنی کمال کا عہد ہے۔ اگر مملوک دور میں غلاف کی تیاری کا نظام مضبوط بنیادوں پر استوار ہوا تو عثمانیوں نے اسے مزید منظم، معیاری اور جمالیاتی اعتبار سے بلند کیا۔ عثمانی سرپرستی نے غلافِ کعبہ کو اسلامی تہذیب، خطاطی، فنِ نسج اور کشیدہ کاری کا ایسا شاہکار بنا دیا جس کے اثرات آج بھی جدید سعودی دور کے کسوہ میں نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

دورِ اشرافِ مکہ میں غلافِ کعبہ

اشرافِ مکہ (شریفانِ مکہ) کا دور غلافِ کعبہ کی تاریخ میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ مختلف ادوار میں فاطمی، ایوبی، مملوک، عثمانی اور بعد ازاں سعودی حکمران غلافِ کعبہ کی تیاری اور مالی اخراجات کے ذمہ دار رہے، تاہم اشرافِ مکہ بطور متولیانِ حرم اس کے انتظام، حفاظت، وصولی اور خانۂ کعبہ پر چڑھانے کے عملی امور کے نگران تھے۔ ان کا کردار زیادہ تر انتظامی، مذہبی اور مقامی نوعیت کا تھا، جس نے حرم شریف کے انتظام کو تسلسل اور استحکام فراہم کیا۔ اس دور کی نمایاں خصوصیات یہ تھیں: اشرافِ مکہ حرمین شریفین کے مقامی متولی اور منتظم تھے۔ غلافِ کعبہ کی وصولی، حفاظت اور تبدیلی کے انتظامات انہی کی نگرانی میں انجام پاتے تھے۔ مسجد الحرام، زمزم اور حجاج کی خدمت کے انتظامی امور کی نگرانی کرتے تھے۔ مختلف اسلامی سلطنتوں اور مقامی انتظامیہ کے درمیان رابطے کا کردار ادا کرتے تھے۔ غلافِ کعبہ کی تبدیلی کے مذہبی وقار اور تاریخی روایات کو برقرار رکھنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اشرافِ مکہ کا کردار غلافِ کعبہ کی تیاری سے زیادہ اس کی انتظامی نگرانی، حفاظت اور عملی تنصیب سے متعلق تھا۔ فاطمی، ایوبی، مملوک اور عثمانی ادوار میں غلافِ کعبہ عموماً مصر سے تیار ہو کر آتا تھا، جبکہ اشرافِ مکہ اس کی وصولی، محفوظ نگہداشت اور خانۂ کعبہ پر چڑھانے کے تمام انتظامات کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ اس طرح انہوں نے مختلف ادوار میں غلافِ کعبہ کے نظام کے تسلسل، انتظامی استحکام اور حرم شریف کی خدمت میں ایک اہم رابطہ کار اور نگران کا کردار ادا کیا۔

سعودی دور میں غلافِ کعبہ

سعودی دور غلافِ کعبہ کی تاریخ کا جدید، منظم اور تکنیکی اعتبار سے ترقی یافتہ مرحلہ ہے۔ 1343ھ / 1924ء میں حجاز پر سعودی اقتدار کے قیام کے بعد حرمین شریفین کی خدمت کو ریاست کی اولین ترجیحات میں شامل کیا گیا۔ خصوصاً شاہ عبدالعزیز آل سعود نے غلافِ کعبہ کی تیاری کو بیرونی مراکز پر انحصار سے نکال کر مکہ مکرمہ میں منتقل کرنے کا تاریخی فیصلہ کیا۔ اس کے نتیجے میں غلافِ کعبہ کی تیاری، تحقیق، ڈیزائن، کشیدہ کاری، معیار بندی اور سالانہ تبدیلی کے لیے ایک جدید اور خود مختار ادارہ وجود میں آیا، جو آج دنیا کے بہترین مذہبی و فنی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ سعودی دور میں غلافِ کعبہ ہر سال یکم محرم کو تبدیل کیا جاتا ہے، جبکہ پرانے غلاف کو محفوظ طریقے سے تقسیم یا محفوظ کیا جاتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز کا دور

شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود (1319–1373ھ / 1902–1953ء) نے حجاز کے سعودی اقتدار میں آنے کے بعد غلافِ کعبہ کی تیاری کو خصوصی اہمیت دی۔ مصر سے غلاف کی فراہمی میں بعض اوقات پیش آنے والی سیاسی اور انتظامی مشکلات کے پیشِ نظر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ غلافِ کعبہ کی تیاری مکہ مکرمہ میں ہی کی جائے۔ اسی مقصد کے لیے 1346ھ / 1927ء میں مکہ مکرمہ میں پہلا سرکاری کسوہ کارخانہ قائم کیا گیا، جہاں پہلی مرتبہ سعودی سرپرستی میں غلافِ کعبہ تیار ہوا۔ یہ اقدام غلافِ کعبہ کی تاریخ میں ایک بنیادی تبدیلی تھی، کیونکہ تقریباً کئی صدیوں بعد اس کی تیاری دوبارہ مکہ مکرمہ منتقل ہوئی۔[40]

کسوہ فیکٹری کا قیام

1346ھ / 1927ء میں قائم ہونے والی ابتدائی کسوہ فیکٹری نے جدید سعودی دور کی بنیاد رکھی۔ ابتدائی کارخانے میں ہاتھ سے بنائی، کشیدہ کاری اور خطاطی کا کام انجام دیا جاتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں جدید آلات، تربیت یافتہ کاریگر اور اعلیٰ معیار کے خام مال شامل کیے گئے، جس سے غلافِ کعبہ کی تیاری مزید معیاری اور منظم ہوتی گئی۔ یہ فیکٹری بعد میں جدید صنعتی کمپلیکس کی شکل اختیار کر گئی۔

شاہ فیصل کی اصلاحات

شاہ فیصل بن عبدالعزیز (1384–1395ھ / 1964–1975ء) کے دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری کے نظام میں نمایاں اصلاحات کی گئیں۔ انہوں نے جدید ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی متعارف کروائی۔ اعلیٰ معیار کے ریشم اور دھاگوں کے استعمال کو یقینی بنایا۔ تربیت یافتہ سعودی کاریگروں کی تیاری پر توجہ دی۔ فنی نگرانی اور معیار بندی کے لیے جدید انتظامی نظام قائم کیا۔ ان اصلاحات نے سعودی عرب کو غلافِ کعبہ کی تیاری میں مکمل خود کفالت کی طرف گامزن کیا۔

ام الجود کمپلیکس

1397ھ / 1977ء میں مکہ مکرمہ کے علاقے ام الجود میں غلافِ کعبہ کی تیاری کے لیے جدید کمپلیکس قائم کیا گیا۔ یہ کمپلیکس اپنے وقت کا جدید ترین ادارہ تھا، جہاں ریشم کی بنائی، رنگ سازی، کشیدہ کاری، خطاطی، سلائی، معائنہ جیسے تمام مراحل ایک ہی جگہ انجام دیے جانے لگے۔ اس سے غلافِ کعبہ کی تیاری میں معیار، رفتار اور نگرانی میں نمایاں بہتری آئی۔

کنگ عبدالعزیز کمپلیکس برائے کسوہ

جدید دور میں اس ادارے کو مزید وسعت دیتے ہوئے King Abdulaziz Complex for the Holy Kaaba

Kiswah قائم کیا گیا، جو غلافِ کعبہ کی تیاری کا عالمی معیار کا خصوصی ادارہ ہے۔ اس کمپلیکس میں: ڈیزائننگ ، قرآنی خطاطی ، کمپیوٹرائزڈ ڈیزائن، ریشم سازی، کشیدہ کاری، سلائی، معیار بندی، تحقیق و ترقی (Research & Development) کے الگ الگ شعبے قائم ہیں۔ یہ ادارہ ہر سال مکمل غلاف، بابِ کعبہ کا ستارہ، اندرونی پردے اور متعلقہ تمام کپڑے تیار کرتا ہے۔

جدید مشینری

سعودی دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری میں جدید صنعتی مشینری استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں کمپیوٹرائزڈ جیکوارڈ (Jacquard) لومز، جدید بنائی کی مشینیں، خودکار رنگ سازی کے نظام، لیزر پیمائش، ڈیجیٹل ڈیزائننگ، جدید سلائی مشینیں شامل ہیں۔ اس کے باوجود سنہری اور چاندی کی نفیس کشیدہ کاری آج بھی بڑی حد تک ماہر کاریگر ہاتھ سے انجام دیتے ہیں تاکہ روایتی فن محفوظ رہے۔

ریشم کی تیاری

غلافِ کعبہ کے لیے اعلیٰ معیار کا قدرتی ریشم استعمال کیا جاتا ہے۔ ریشم کو پہلے خصوصی معیار کے مطابق صاف کیا جاتا ہے، پھر اسے سیاہ رنگ میں رنگا جاتا ہے اور اس کے بعد جدید لومز پر مخصوص ڈیزائن کے مطابق بُنا جاتا ہے۔ ریشم کی مضبوطی، رنگ کی پائیداری اور موسمی اثرات سے حفاظت کے لیے متعدد سائنسی مراحل اختیار کیے جاتے ہیں تاکہ غلاف پورا سال اپنی اصل حالت میں برقرار رہے۔

سنہری و چاندی کی کشیدہ کاری

غلافِ کعبہ کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی سنہری اور چاندی کی کشیدہ کاری ہے۔ قرآنی آیات، اسمائے حسنیٰ، کلماتِ توحید اور دعائیہ عبارات کو پہلے کمپیوٹرائزڈ ڈیزائن کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے، پھر ماہر کاریگر انہیں سونے اور چاندی سے ملمع (Gold & Silver Plated) دھاگوں سے ہاتھ کے ذریعے کشیدہ کرتے ہیں۔ حزام، ستارہ اور دیگر تزئینی حصے اسی نفیس کاریگری کے شاہکار ہیں۔

جدید معیارِ کوالٹی

موجودہ سعودی نظام میں غلافِ کعبہ کی تیاری کے ہر مرحلے پر Quality Control کا جامع نظام نافذ ہے۔ ہر مرحلہ، مثلاً ریشم کا انتخاب، رنگ سازی، بُنائی، خطاطی، کشیدہ کاری، سلائی، حتمی معائنہ، متعدد فنی اور تکنیکی جانچ سے گزرتا ہے تاکہ غلافِ کعبہ اعلیٰ ترین معیار کے مطابق تیار ہو۔ یہ نظام غلافِ کعبہ کو دنیا کے اعلیٰ ترین مذہبی ٹیکسٹائل نمونوں میں شامل کرتا ہے۔ سعودی دور غلافِ کعبہ کی تاریخ کا جدید صنعتی اور ادارہ جاتی عروج ہے۔ اس دور میں روایتی اسلامی فنونِ خطاطی اور کشیدہ کاری کو جدید ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی، کمپیوٹرائزڈ ڈیزائن، معیاری تحقیق اور سخت کوالٹی کنٹرول کے ساتھ ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ اس امتزاج نے غلافِ کعبہ کو نہ صرف مذہبی تقدس کی علامت بلکہ اسلامی فن، ثقافت اور جدید صنعتی مہارت کا ایک منفرد عالمی شاہکار بنا دیا ہے۔

غلافِ کعبہ کے رنگوں کا تاریخی جائزہ

تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ غلافِ کعبہ کے رنگ مختلف ادوار میں دستیاب کپڑوں، علاقائی روایات اور حکمرانوں کے ذوق کے مطابق تبدیل ہوتے رہے۔

- **سفید:** بعض قدیم روایات میں سفید کسوہ کا ذکر ملتا ہے، جو پاکیزگی اور تقدس کی علامت سمجھا جاتا تھا۔
- **سرخ:** بعض روایات میں یمنی سرخ مائل کپڑوں کے استعمال کا ذکر ملتا ہے، خصوصاً تُبّع حمیری کے حوالے سے۔

- **سبز :** سبز غلاف کے استعمال کے شواہد محدود ہیں، تاہم بعض بعد کے ادوار میں اس رنگ کا ذکر ملتا ہے۔
- **سیاہ :** خلافتِ عباسیہ میں سیاہ غلاف کا باقاعدہ آغاز ہوا، جو بعد ازاں مستقل روایت بن گیا اور آج تک جاری ہے۔

تحقیقی طور پر عہدِ جاہلیت میں غلافِ کعبہ کی روایت ثابت ہے، تاہم رنگوں اور کپڑوں کی تفصیلات زیادہ تر تاریخی روایات پر مبنی ہیں، اس لیے انہیں محتاط علمی انداز میں پیش کرنا ضروری ہے۔

موجودہ کسوہ کی ساخت

موجودہ دور میں غلافِ کعبہ (کسوہ) اسلامی فن، مذہبی تقدس اور جدید ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی کا ایک بے مثال شاہکار ہے۔ اس کی تیاری کنگ عبد العزیز کمپلیکس برائے کسوۂ کعبہ (مکہ مکرمہ) میں جدید مشینری اور ماہر کاریگروں کی نگرانی میں کی جاتی ہے۔ غلافِ کعبہ خالص قدرتی ریشم، سنہری و چاندی کے ملمع دھاگوں اور نفیس اسلامی خطاطی سے مزین ہوتا ہے۔ اس کی ساخت، ابعاد اور آرائش کئی صدیوں کے ارتقائی عمل کے بعد موجودہ معیاری صورت اختیار کر چکی ہے۔

وزن

موجودہ غلافِ کعبہ کا مجموعی وزن تقریباً 650 سے 700 کلوگرام ہوتا ہے، جس میں ریشم، استری شدہ کپڑا، سنہری و چاندی کے دھاگے، کشیدہ کاری اور اندرونی استحکامی تہیں شامل ہوتی ہیں۔ صرف سنہری و چاندی کی کشیدہ کاری میں استعمال ہونے والے دھاگوں کا وزن ہی کئی درجن کلوگرام ہوتا ہے، جبکہ مجموعی غلاف تقریباً 47 الگ الگ کپڑوں کے ٹکڑوں (Panels) پر مشتمل ہوتا ہے، جنہیں بعد میں انتہائی مہارت سے آپس میں جوڑا جاتا ہے۔

لمبائی اور چوڑائی

غلافِ کعبہ کی مجموعی اونچائی تقریباً 14 میٹر (45.9 فٹ) ہے، جو خانۂ کعبہ کی بیرونی دیواروں کی مکمل بلندی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ہر جانب کے مطابق کپڑے کے پینلز تیار کیے جاتے ہیں تاکہ غلاف کعبہ کی ساخت کے مطابق مکمل تناسب کے ساتھ نصب ہو سکے۔ غلاف چاروں دیواروں کے مطابق مختلف چوڑائیوں کے پینلز پر مشتمل ہوتا ہے۔ تقریباً: شمالی اور جنوبی جانب کے پینلز تقریباً 12 میٹر چوڑے ہوتے ہیں۔ مشرقی اور مغربی جانب کے پینلز تقریباً 10 سے 11 میٹر چوڑائی رکھتے ہیں۔ تمام پینلز کو اس انداز سے تیار کیا جاتا ہے کہ پورا غلاف بغیر کسی ظاہری فرق کے ایک ہی کپڑے کی صورت محسوس ہو۔

ریشم (Natural Silk)

غلافِ کعبہ اعلیٰ معیار کے قدرتی خالص ریشم سے تیار کیا جاتا ہے۔ تقریباً 670 کلوگرام قدرتی ریشم استعمال ہوتا ہے۔ ریشم کو خصوصی سیاہ رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ رنگائی کے بعد اس کی مضبوطی، چمک اور موسمی مزاحمت کا سائنسی معائنہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جدید Jacquard لومز پر مخصوص ڈیزائن کے مطابق بنائی کی جاتی ہے۔ یہ ریشم شدید گرمی، بارش اور گرد و غبار کے باوجود سال بھر اپنی مضبوطی برقرار رکھتا ہے۔

سونے کے تار (Gold Threads)

غلافِ کعبہ پر قرآنی آیات، اسمائے حسنیٰ اور تزئینی نقش و نگار کے لیے سونے سے ملمع دھاگے استعمال کیے جاتے ہیں۔ عام طور پر: تقریباً 120 کلوگرام سونے سے ملمع چاندی کے دھاگے (Gold-plated Silver Threads) استعمال ہوتے ہیں۔ یہ دھاگے

خالص سونے کی باریک تہہ سے تیار کیے جاتے ہیں۔ ان کے ذریعے حزام، ستارہ اور دیگر آرائشی حصوں کی کشیدہ کاری کی جاتی ہے۔

چاندی کے تار (Silver Threads)

سنہری دھاگوں کے ساتھ اعلیٰ معیار کے چاندی سے تیار شدہ دھاگے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ دھاگے قرآنی آیات کے حاشیوں، نقش و نگار، اندرونی آرائشی حصوں، اور مختلف تزئینی اجزاء میں استعمال ہوتے ہیں تاکہ سنہری کشیدہ کاری کے ساتھ خوبصورت امتزاج پیدا ہو۔

حزام (Al-Hizam)

حزام غلافِ کعبہ کا سب سے نمایاں آرائشی حصہ ہے۔ یہ ایک چوڑی پٹی ہے جو خانۂ کعبہ کے چاروں اطراف اوپری حصے میں نصب کی جاتی ہے۔ اس کی خصوصیات یہ ہیں چوڑائی تقریباً 95 سینٹی میٹر۔ زمین سے تقریباً 9 میٹر کی بلندی پر نصب کیا جاتا ہے۔ اس پر قرآنی آیات، اسمائے حسنیٰ اور دعائیہ عبارات خطِ ثلث میں سنہری کشیدہ کاری کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔ حزام کئی الگ حصوں پر مشتمل ہوتا ہے جنہیں بعد میں باہم جوڑا جاتا ہے۔ یہ غلافِ کعبہ کا سب سے زیادہ نمایاں اور فنی لحاظ سے نفیس حصہ سمجھا جاتا ہے۔

پردۂ بابِ کعبہ (برقع / ستارہ)

خانۂ کعبہ کے دروازے پر نصب خصوصی پردے کو بُرقع یا ستارہ کہا جاتا ہے۔ یہ غلاف کا سب سے زیادہ نفیس حصہ ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیات یہ ہیں: خالص سیاہ ریشم سے تیار کیا جاتا ہے۔ مکمل سنہری و چاندی کی کشیدہ کاری سے مزین ہوتا ہے۔ اس پر قرآنی آیات، دعائیں اور اسلامی نقش و نگار نہایت خوبصورتی سے لکھے جاتے ہیں۔ اس کی تیاری میں سب سے زیادہ وقت، مہارت اور قیمتی دھاگے استعمال ہوتے ہیں۔ برقع کو غلافِ کعبہ کے دیگر حصوں سے الگ تیار کیا جاتا ہے اور بعد میں مخصوص انداز میں بابِ کعبہ پر نصب کیا جاتا ہے۔

موجودہ غلافِ کعبہ صدیوں پر محیط ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے، جس میں عباسی، مملوک اور عثمانی ادوار کی روایتی فنی مہارت کو سعودی دور کی جدید ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ خالص قدرتی ریشم، سونے اور چاندی سے ملمع دھاگوں، خطِ ثلث کی نفیس خطاطی، جدید معیار بندی اور روایتی دستکاری کے امتزاج نے موجودہ کسوہ کو دنیا کے بہترین مذہبی اور ثقافتی ٹیکسٹائل نمونوں میں ممتاز مقام عطا کیا ہے۔

غلافِ کعبہ کی سالانہ تبدیلی، وقت اور طریقہ کار

غلافِ کعبہ (کسوہ) کی سالانہ تبدیلی بیت اللہ کی خدمت سے متعلق نہایت باوقار اور مقدس مذہبی تقریب ہے، جو صدیوں سے اسلامی تاریخ کا ایک اہم حصہ رہی ہے۔ مختلف ادوار میں اس کی تاریخ اور طریقۂ کار میں تبدیلیاں آتی رہیں، تاہم اس کا بنیادی مقصد خانۂ کعبہ کی حرمت، خوبصورتی اور وقار کو برقرار رکھنا ہے۔ جدید سعودی دور میں اس عمل کو جدید منصوبہ بندی، تکنیکی مہارت اور اعلیٰ حفاظتی انتظامات کے تحت انجام دیا جاتا ہے۔

تاریخی طور پر غلافِ کعبہ کی تبدیلی مختلف ادوار میں مختلف تاریخوں پر انجام دی جاتی رہی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے: خلافتِ راشدہ، اموی، عباسی، مملوک اور عثمانی ادوار میں تبدیلی کی تاریخ یکساں نہیں رہی، بلکہ بعض اوقات سال میں ایک سے زیادہ مرتبہ بھی غلاف تبدیل کیا جاتا تھا۔ طویل عرصے تک، خصوصاً جدید سعودی دور کے ابتدائی زمانے میں، غلافِ کعبہ 9 ذوالحجہ (یومِ عرفہ) کو

تبدیل کیا جاتا تھا، تاکہ حجاج کرام عرفات میں موجود ہوں اور مطاف میں غیر معمولی ہجوم نہ ہو۔1445ھ (2024ء) سے سعودی حکومت نے انتظامی سہولت، بہتر منصوبہ بندی اور نئے اسلامی سال کے آغاز کی مناسبت سے غلافِ کعبہ کی تبدیلی یکم محرم کو منتقل کر دی ہے، اور یہی موجودہ سرکاری نظام ہے۔اس تبدیلی سے تیاری، تنصیب اور حجاج کی نقل و حرکت کے انتظامات کو مزید مؤثر بنایا گیا ہے۔

غلافِ کعبہ کی تبدیلی ایک منظم اور مرحلہ وار عمل ہے، جس میں خصوصی تربیت یافتہ ماہرین حصہ لیتے ہیں۔ عمل کے اہم مراحل درج ذیل ہیں:

1. نیا غلاف پہلے سے مکمل تیار اور معائنہ شدہ ہوتا ہے۔
2. مخصوص ماہر ٹیم خانۂ کعبہ کے گرد جدید لفٹنگ پلیٹ فارم نصب کرتی ہے۔
3. نیا غلاف پرانے غلاف کے اوپر عارضی طور پر جوڑا جاتا ہے۔
4. پرانے غلاف کو مرحلہ وار نیچے اتارا جاتا ہے، جبکہ اسی دوران نیا غلاف اوپر کھینچا جاتا ہے۔
5. چاروں اطراف کے پینلز، حزام اور بابِ کعبہ کے پردے (ستارہ) کو نہایت احتیاط سے نصب کیا جاتا ہے۔
6. آخر میں غلاف کے تمام جوڑ، کشیدہ کاری اور نصب شدہ حصوں کا تفصیلی معائنہ کیا جاتا ہے۔

یہ پورا عمل کئی گھنٹوں میں مکمل ہوتا ہے اور اس میں اعلیٰ تربیت یافتہ تکنیکی و فنی ماہرین حصہ لیتے ہیں۔

غلافِ کعبہ سے متعلقہ ادارے

غلافِ کعبہ کی تیاری، حفاظت اور تبدیلی متعدد سرکاری اداروں کی مشترکہ نگرانی میں انجام پاتی ہے۔اہم ادارے درج ذیل ہیں:

- کنگ عبدالعزیز کمپلیکس برائے کسوۂ کعبہ (King Abdulaziz Complex for the Holy Kaaba Kiswah)، جہاں غلاف تیار کیا جاتا ہے۔
- الهيئة العامة للعناية بشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي، جو حرمین شریفین کے انتظام، تنصیب اور نگرانی کی ذمہ دار ہے۔
- متعلقہ سیکیورٹی، ہجوم کے انتظام (Crowd Management) اور سول ڈیفنس کے ادارے، جو تقریب کے دوران حفاظتی انتظامات کو یقینی بناتے ہیں۔

یہ تمام ادارے باہمی تعاون سے اس مقدس خدمت کو اعلیٰ معیار کے مطابق انجام دیتے ہیں۔غلافِ کعبہ کی سالانہ تبدیلی اسلامی تہذیب میں مذہبی تقدس، تاریخی تسلسل اور جدید انتظامی مہارت کا حسین امتزاج ہے۔ اگرچہ اس روایت کی بنیاد ابتدائی اسلامی ادوار میں رکھی گئی، لیکن موجودہ سعودی دور میں اسے جدید منصوبہ بندی، معیاری فنی نگرانی، حفاظتی اقدامات اور ادارہ جاتی نظم کے ذریعے ایک عالمی معیار کی مذہبی تقریب کی شکل دی گئی ہے۔اس عمل سے نہ صرف بیت اللہ کے وقار اور حسن کو برقرار رکھا جاتا ہے بلکہ اسلامی دنیا کے مقدس ترین مقام کی خدمت کے اعلیٰ ترین معیارات بھی نمایاں ہوتے ہیں۔

پرانے غلافِ کعبہ (کسوہ) کی تقسیم

غلافِ کعبہ کی سالانہ تبدیلی کے بعد پرانے غلاف (کسوہ) کی حفاظت، تقسیم اور تحفظ ایک اہم مذہبی، تاریخی اور انتظامی عمل ہے۔اسلامی تاریخ میں مختلف ادوار میں اس کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں، تاہم بنیادی اصول ہمیشہ یہ رہا کہ چونکہ غلافِ

کعبہ بیت اللہ کی خدمت کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے اس کے ساتھ انتہائی احترام اور وقار کا معاملہ کیا جائے۔ موجودہ سعودی دور میں پرانے غلاف کی تقسیم ایک منظم سرکاری نظام کے تحت انجام دی جاتی ہے۔

فقہاء کے نزدیک غلافِ کعبہ بذاتِ خود مقدس یا متبرک ہونے کے اعتبار سے قرآنِ مجید یا دیگر شعائرِ عبادت کے حکم میں نہیں، بلکہ اس کی تعظیم اس نسبت کی وجہ سے ہے کہ یہ بیت اللہ سے وابستہ ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ احترام اور ادب کا برتاؤ ضروری ہے۔ اکثر فقہاء کی آراء کے مطابق:

- پرانے غلاف کو فروخت کرنا فی نفسہٖ ممنوع نہیں، اگر اس کا اختیار اسلامی حکومت یا متولیانِ حرم کے پاس ہو اور حاصل ہونے والی آمدنی مصالحِ عامہ یا حرمین شریفین کی خدمت پر صرف کی جائے۔
- غلاف کے ٹکڑوں کو بطور یادگار، اعزاز یا تحفہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں غلو، تبرکِ غیر مشروع یا شرعی حدود سے تجاوز نہ ہو۔
- غلاف کو عبادت کا ذریعہ، تعویذ یا غیر شرعی برکت کا مستقل وسیلہ سمجھنا شرعاً درست نہیں۔

اس لیے موجودہ سعودی نظام میں غلاف کی تقسیم مکمل طور پر ریاستی نگرانی اور شرعی اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے۔

پرانے غلاف کی تقسیم کی روایت صدیوں پرانی ہے۔ ابتدائی اسلامی ادوار میں جب نیا غلاف چڑھایا جاتا تھا تو پرانے غلاف کو احترام کے ساتھ اتار لیا جاتا تھا۔ بعض اوقات اس کے حصے: صحابۂ کرامؓ، علماء، حکمرانوں، معزز شخصیات اور حرم کے خادمین میں تقسیم کیے جاتے تھے۔ عباسی، مملوک اور عثمانی ادوار میں بھی یہ روایت جاری رہی۔ بعض اوقات پرانے غلاف کے ٹکڑے اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں بطور شاہی تحفہ بھی بھیجے جاتے تھے، جو حکمرانوں کے لیے اعزاز اور حرمین شریفین سے تعلق کی علامت سمجھے جاتے تھے۔

سعودی حکومت کا پرانے غلافِ کعبہ کی تقسیم کا طریقۂ کار

موجودہ سعودی عرب میں پرانے غلافِ کعبہ کی تقسیم ایک باقاعدہ سرکاری نظام کے تحت انجام دی جاتی ہے۔ غلاف اتارنے کے بعد اسے کنگ عبدالعزیز کمپلیکس برائے کسوۂ کعبہ منتقل کیا جاتا ہے۔ وہاں اس کی صفائی، دستاویزی ریکارڈنگ اور محفوظ ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں ماہرین کی نگرانی میں اسے مناسب سائز کے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر ٹکڑے کی شناخت، ریکارڈ اور سرکاری منظوری کے بعد ہی اسے متعلقہ اداروں یا شخصیات کو دیا جاتا ہے۔ یہ پورا عمل شفاف، دستاویزی اور سرکاری نگرانی میں انجام پاتا ہے۔

- **مسلم ممالک کو تحائف:** سعودی حکومت وقتاً فوقتاً پرانے غلافِ کعبہ کے منتخب حصے اسلامی ممالک کے سربراہان، ممتاز علمی و دینی اداروں، عالمی اسلامی تنظیموں اور بعض نمایاں شخصیات کو بطور سرکاری تحفہ پیش کرتی ہے۔ یہ تحائف: اسلامی اخوت، حرمین شریفین سے روحانی وابستگی، اور بین الاقوامی اسلامی تعلقات کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ اس عمل کا مقصد تجارتی فائدہ نہیں بلکہ اعزاز، سفارتی خیرسگالی اور اسلامی ورثے کی نمائندگی ہوتا ہے۔
- **عجائب گھروں میں نمائش:** پرانے غلافِ کعبہ کے بعض حصے تاریخی اور ثقافتی ورثے کے طور پر محفوظ کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے متعدد نمونے: **مکہ مکرمہ** کے حرمین شریفین سے متعلق عجائب گھروں، سعودی عرب کے قومی عجائب گھروں، اور بعض بین الاقوامی اسلامی آرٹ میوزیمز میں نمائش کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ ان نمائشوں کا مقصد غلافِ کعبہ کی تاریخی، فنی اور مذہبی اہمیت کو محفوظ رکھنا اور آئندہ نسلوں تک منتقل کرنا ہے۔ ان نمونوں کے ساتھ عموماً ان کی تاریخ، تیاری کے طریقۂ کار اور متعلقہ دور کی معلومات بھی درج کی جاتی ہیں۔

پرانے غلافِ کعبہ کی تقسیم محض ایک انتظامی عمل نہیں بلکہ اسلامی تاریخ، ثقافتی ورثے اور بین الاقوامی اسلامی تعلقات کا ایک اہم پہلو ہے۔ مختلف ادوار میں اس روایت نے بیت اللہ سے مسلمانوں کی قلبی وابستگی کو مضبوط کیا، جبکہ موجودہ سعودی دور میں اس عمل کو قانونی، شرعی اور انتظامی اصولوں کے تحت منظم کر دیا گیا ہے۔ اس سے ایک طرف غلافِ کعبہ کے تاریخی نمونے محفوظ رہتے ہیں اور دوسری طرف اسلامی دنیا کے ساتھ مذہبی اور ثقافتی روابط کو بھی فروغ ملتا ہے۔

کسوہ کی تیاری میں خواتین کی شرکت

سن 2024ء غلافِ کعبہ (کسوہ) کی تاریخ میں ایک اہم پیش رفت سامنے آئی، جب پہلی مرتبہ خواتین نے کسوہ کی تبدیلی سے متعلق رسمی انتظامی تقریب میں شرکت کی۔ اس موقع پر حرمین شریفین کے امور کی جنرل اتھارٹی سے وابستہ خواتین ملازمین نے نئے کسوہ کے مختلف حصوں کی تیاری اور منتقلی کے مرحلے میں عملی تعاون کیا۔ انہوں نے کسوہ کے تیار شدہ حصے اٹھا کر مرد کارکنوں کے حوالے کیے، جس کے بعد انہیں تنصیب کے لیے مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا۔ یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ خواتین کی یہ شرکت کسوہ کی تیاری اور انتظامی ولاجسٹک مراحل تک محدود تھی، جبکہ خانۂ کعبہ پر غلاف چڑھانے (تنصیب) کا عمل حسبِ سابق مرد ماہرین کی خصوصی ٹیم ہی نے انجام دیا۔ اس پیش رفت کو سعودی عرب میں حرمین شریفین کے انتظامی امور میں خواتین کی بڑھتی ہوئی پیشہ ورانہ شمولیت کی ایک علامت قرار دیا گیا، تاہم اس سے غلافِ کعبہ کی مذہبی یا شرعی روایات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

نتائجِ تحقیق

- تحقیق سے واضح ہوا کہ غلافِ کعبہ (کسوہ) بیت اللہ کی تعظیم، حفاظت اور شعائرِ الٰہی کے احترام کی ایک قدیم اور مسلسل اسلامی روایت ہے، جس کا ارتقا مختلف تاریخی ادوار میں تدریجی طور پر ہوا۔
- قرآنِ مجید میں غلافِ کعبہ کا صریح ذکر موجود نہیں، تاہم بیت اللہ کی تعظیم، تطہیر اور شعائرِ الٰہی کے احترام سے متعلق قرآنی تعلیمات اس روایت کی مذہبی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔
- حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ اور تُبّع الحِمیری کے ساتھ کسوہ کی نسبت سے متعلق روایات زیادہ تر تاریخی اور اخباری نوعیت کی ہیں، جنہیں قطعی تاریخی حقیقت کے بجائے تاریخی شواہد کے طور پر بیان کرنا زیادہ محتاط اور علمی منہج ہے۔
- عہدِ نبوی میں بیت اللہ کی اصل اصلاح اس کی عقیدتی تطہیر تھی، جبکہ خلافتِ راشدہ میں غلافِ کعبہ کی تیاری، سالانہ تبدیلی اور سرکاری سرپرستی کو منظم ریاستی ذمہ داری کی حیثیت حاصل ہوئی۔
- اموی اور عباسی ادوار میں غلافِ کعبہ کی تیاری، ریشمی کسوہ، سنہری کشیدہ کاری، خطاطی اور حزام کی منظم تشکیل کے ذریعے اس کے فنی و جمالیاتی ارتقا کو نئی جہت ملی۔
- فاطمی، ایوبی، مملوک اور عثمانی ادوار میں غلافِ کعبہ کی تیاری ایک منظم ادارہ جاتی نظام کے تحت انجام پاتی رہی، جس سے اسلامی فنونِ لطیفہ، کشیدہ کاری اور خطاطی کو نمایاں فروغ حاصل ہوا۔
- سعودی دور میں غلافِ کعبہ کی تیاری جدید صنعتی ٹیکنالوجی، معیاری تحقیق، کوالٹی کنٹرول اور ادارہ جاتی نظم کے ذریعے عالمی معیار تک پہنچ چکی ہے، جبکہ اس کی مذہبی عظمت اور تاریخی روایت کو بھی برقرار رکھا گیا ہے۔
- تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ غلافِ کعبہ کی اصل عظمت بیت اللہ کی تعظیم کے تابع ہے، لہٰذا اس سے متعلق تاریخی روایات کا مطالعہ اصولِ حدیث اور جدید تاریخی تحقیق کے معیارات کے مطابق تنقیدی انداز میں کیا جانا چاہیے۔

سفارشات

- غلافِ کعبہ کی تاریخ، ارتقا اور مذہبی اہمیت پر مستند عربی مصادر اور جدید تحقیقی مطالعات کی بنیاد پر مزید علمی تحقیق کی جائے۔
- تاریخی روایات اور صحیح احادیث کے مابین امتیاز کو واضح کرتے ہوئے اس موضوع پر تحقیقی منہج کو فروغ دیا جائے۔
- اسلامی فنِ خطاطی، کشیدہ کاری اور کسوہ سازی کو اسلامی تہذیبی ورثے کے ایک اہم علمی و ثقافتی موضوع کے طور پر جامعات میں متعارف کرایا جائے۔
- غلافِ کعبہ کی تیاری، ڈیزائن اور تاریخی ارتقا سے متعلق ڈیجیٹل آرکائیوز، تصویری دستاویزات اور تحقیقی ڈیٹا بیس تیار کیے جائیں۔
- حرمین شریفین کی خدمت سے متعلق تاریخی دستاویزات، مخطوطات اور آثار کی تدوین، ترجمہ اور تنقیدی اشاعت پر خصوصی توجہ دی جائے۔
- مستقبل میں غلافِ کعبہ کے مذہبی، تاریخی، فنی، معاشی اور سفارتی پہلوؤں پر بین الشعبہ جاتی (Interdisciplinary) تحقیقات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

References

1. Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, *Lisān al-ʿArab*, Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH, 15:201–202.
2. al-Rāghib al-Iṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Ḥusayn ibn Muḥammad, *al-Mufradāt fī Gharīb al-Qurʾān*, ed. Ṣafwān ʿAdnān Dāwūdī, Damascus: Dār al-Qalam, 1412 AH, 712.
3. al-Fayrūzābādī, Majd al-Dīn Muḥammad ibn Yaʿqūb, *al-Qāmūs al-Muḥīṭ*, ed. Muḥammad Naʿīm al-ʿArqasūsī, Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2005, 1338.
4. Ḥusayn Muḥammad Naṣīf, *Kiswat al-Kaʿbah al-Musharrafah ʿabr al-Tārīkh*, Makkah al-Mukarramah: Maṭābiʿ Umm al-Qurā, 1996, 15–27.
5. al-Qurʾān, 3:96.
6. al-Qurʾān, 22:32.
7. al-Qurʾān, 2:125.
8. Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, Kitāb al-Fitan, Bāb Ḥurmat Dim al-Muʾmin wa-Mālih, Ḥadīth no. 3932; al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah, Bāb Mā Jāʾa fī Taʿẓīm al-Muʾmin, Ḥadīth no. 2032.
9. al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-ʿIlm, Bāb Li-Yuballigh al-ʿIlm al-Shāhid al-Ghāʾib, Ḥadīth no. 104; Kitāb al-Ḥajj, Bāb Lā Yuʿḍad Shajar al-Ḥaram, Ḥadīth no. 1832; Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Ḥajj, Bāb Taḥrīm Makkah wa-Ṣaydihā wa-Khalāhā wa-Shajaruhā wa-Luqṭatuhā illā li-Munshid, Ḥadīth no. 1353.
10. al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*, Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1392 AH, 9:126–129.
11. Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1379 AH, 3:460–463.
12. al-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm ibn Mūsā, *al-Muwāfaqāt*, Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2:302.
13. al-Qurʾān, 2:127.
14. al-Azraqī, Abū al-Walīd Muḥammad ibn ʿAbd Allāh, *Akhbār Makkah wa-Mā Jāʾa Fīhā min al-Āthār*, ed. Rushdī al-Ṣāliḥ Malḥas, Beirut: Dār al-Andalus li-al-Ṭibāʿah wa-al-Nashr, 1983, 1:33–45.
15. Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar al-Dimashqī, *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*, ed. Sāmī ibn Muḥammad Salāmah, Riyadh: Dār Ṭayyibah li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1999, 1:394–397.
16. al-Qurʾān, 2:127.
17. al-Qurʾān, 22:26.
18. al-Azraqī, *Akhbār Makkah wa-Mā Jāʾa Fīhā min al-Āthār*, 1:34–48.

19 Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawiyyah*, ed. Muṣṭafā al-Saqā, Ibrāhīm al-Abyārī, and ʿAbd al-Ḥafīẓ Shalabī, Cairo: Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1955, 1:44–46.

20 Ibn Kathīr, *al-Bidāyah wa-al-Nihāyah*, Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1988, 2:221–224.

21 al-Diyār Bakrī, Ḥusayn ibn Muḥammad, *Tārīkh al-Khamīs fī Aḥwāl Anfus Nafīs*, Beirut: Dār Ṣādir, 2 vols., 1:240–243.

22 Ibn Kathīr, *al-Bidāyah wa-al-Nihāyah*, 2:289–291.

23 al-Azraqī, *Akhbār Makkah wa-Mā Jāʾa Fīhā min al-Āthār*, 1:120–130, 261–264.

24 al-Qurʾān, 17:81.

25 al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī)*, ed. Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir al-Nāṣir, Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, Bāb Qawl Allāh Taʿālā: "Wa-ttakhadha Allāhu Ibrāhīma Khalīlā," Ḥadīth no. 3352; Kitāb al-Ḥajj, Bāb Dukhūl al-Kaʿbah, Ḥadīth no. 1601.

26 al-Azraqī, *Akhbār Makkah wa-Mā Jāʾa Fīhā min al-Āthār*, 1:263–265.

27 al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Tārīkh al-Rusul wa-al-Mulūk*, ed. Muḥammad Abū al-Faḍl Ibrāhīm, Cairo: Dār al-Maʿārif, 1967, 3:61–63.

28 Ibn Saʿd, Muḥammad, *al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, ed. ʿAlī Muḥammad ʿUmar, Cairo: Maktabat al-Khānjī, 2001, 3:281–282.

29 al-Azraqī, *Akhbār Makkah wa-Mā Jāʾa Fīhā min al-Āthār*, 1:266–267.

30 Ibid., 1:265–267.

31 al-Kurdī, Muḥammad Ṭāhir, *al-Tārīkh al-Qawīm li-Makkah wa-Bayt Allāh al-Karīm*, Makkah al-Mukarramah: Maṭbaʿat al-Nahḍah, 1965, 4:286–300.

32 al-Fāsī, Taqī al-Dīn Muḥammad ibn Aḥmad, *Shifāʾ al-Gharām bi-Akhbār al-Balad al-Ḥarām*, ed. ʿUmar ʿAbd al-Salām Tadmurī, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2000, 1:260–263.

33 Ibn Khumays, ʿAbd Allāh ibn Muḥammad, *Tārīkh al-Kaʿbah al-Muʿaẓẓamah*, Riyadh: Dār al-Yamāmah, 1980, 165–172.

34 Naṣīf, *Kiswat al-Kaʿbah al-Musharrafah ʿabr al-Tārīkh*, 73–86.

35 al-Maqrīzī, Taqī al-Dīn Aḥmad ibn ʿAlī, *al-Sulūk li-Maʿrifat Duwal al-Mulūk*, ed. Muḥammad ʿAbd al-Qādir ʿAṭāʾ, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1997, 1:458–462.

36 al-Fāsī, *Shifāʾ al-Gharām bi-Akhbār al-Balad al-Ḥarām*, 1:269–272.

37 al-Kurdī, *al-Tārīkh al-Qawīm li-Makkah wa-Bayt Allāh al-Karīm*, 4:309–338.

38 Ibn Khumays, *Tārīkh al-Kaʿbah al-Muʿaẓẓamah*, 179–205.

39 al-Kurdī, *al-Tārīkh al-Qawīm li-Makkah wa-Bayt Allāh al-Karīm*, 4:345–365.

40 al-Riʾāsah al-ʿĀmmah li-Shuʾūn al-Masjid al-Ḥarām wa-al-Masjid al-Nabawī, *Kiswat al-Kaʿbah al-Musharrafah*, Makkah al-Mukarramah: al-Riʾāsah al-ʿĀmmah.